U7601 4-12-09

Title - GULDASTA-E-SUKHAN

Creator - Murattibs Nawal Kishore.

Publisher - Nawal Kishore (Lucknow)

Date - 1313 H

Pages - ~~[illegible]~~ 126

Subjects - Tazkira Shora - Urdu.

مصنف

منشی نول کشور آنجہانی

دیباچہ
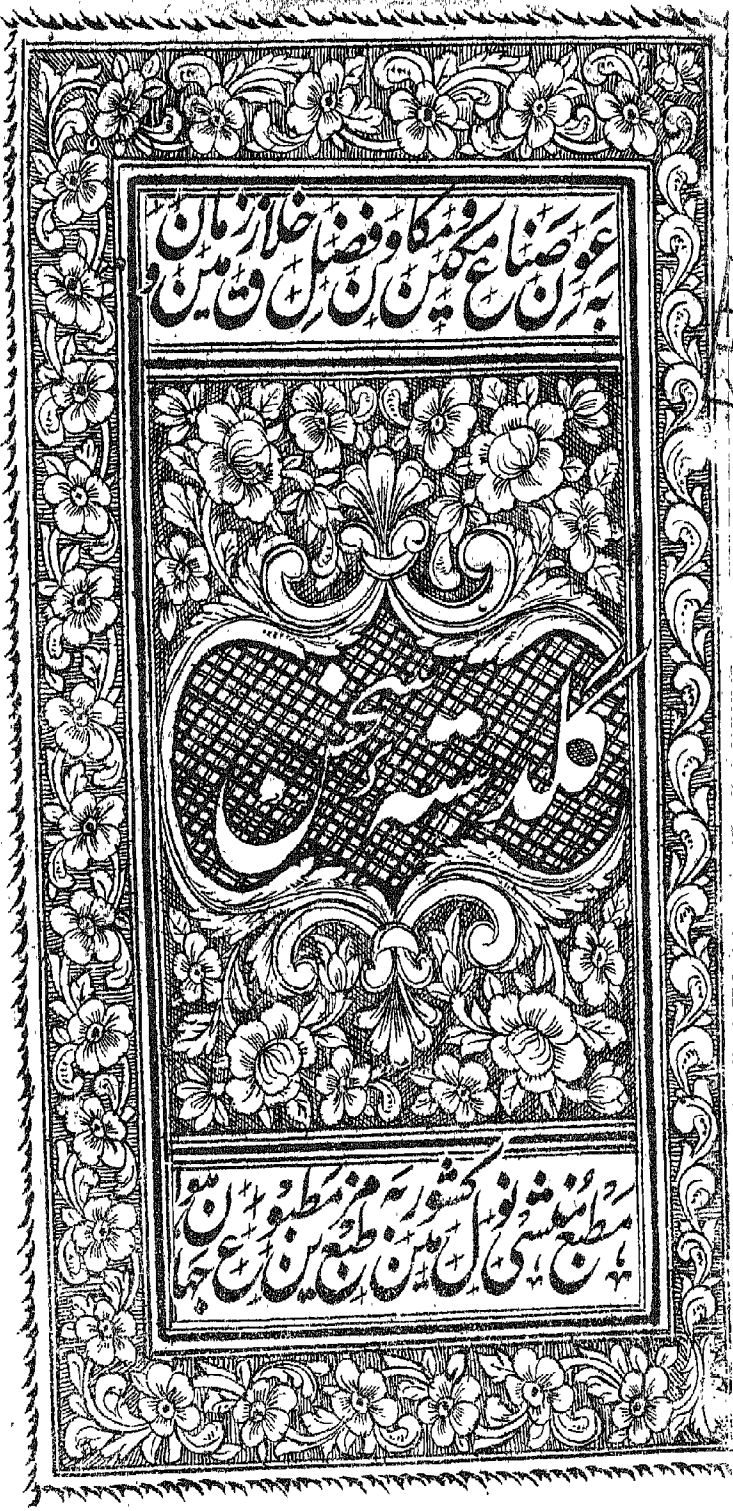
شعر و سخن کا چرچا شہر لکھنؤ مین مدت دراز سے ہے اور یہان کے اہل کمال تمام
ہندوستان مین مشہور و نامور ہین ہر زمانہ مین بڑے بڑے شاعر ہو گذرے ہین
جنکو تمام زمانا مانتا اور اوستاد جانتا ہے گو عام کا مقولہ یہہ ہے کہ سودا
میر مصحفی وغیرہ کی شاعری کے ہم پلہ متاخرین کا کلام نہین ہے مگر غور کیا جاے
تو متاخرین مین بھی وہ بلا کے شاعر ہوے ہین جنکے کلام پر اعجاز جان دیتا ہے
ناسخ۔ آتش۔ آباد۔ صبا۔ عرش۔ وزیر۔ رند۔ وغیرہ شعرا متاخرین ہی مین سے
نہین تھے جنکی شاعری اور زمانہ ہمیشہ یادگار اور اس زبان کے لیے
باعث اعتبار و افتخار رہیگا اس فن کی ترقی کے ذریعے بھی اون اہل کمال کو
خوبی تقدیر سے اچھے مل گئے تھے کہ خود بادشاہ وقت قدردان سخن اور اس
فن کے شائق تھے چنانچہ حضرت سلطان عالم بادشاہ اودہ کو ابتدا ولیعہدی
اس فن کیطرف ایک رغبت خاص تھی اور جب بادشاہ ہوے تو اور بھی
یہ شغلہ زیادہ ہوا اور کثرت سے چرچا شعر و شاعری کا لکھنؤ کے امرا و وزرا
رؤسا اور عوام مین پھیلا شعرا نازک خیال نے اعزاز و اکرام اور قدر و منزلت
قرار واقعی حاصل کی اور عمدہ عمدہ خطاب پاے چنانچہ منجملہ شعراء دربار
بادشاہی کے جناب قدوۃ المدققین عمدۃ المحققین کامل اکمل عالم اجل جناب

ملک الشعرا تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علی خاں صاحب بہادر بہادر جنگ
مدظلہ القدیر فی زماننا یادگار ہیں لیکن وہ جیسے اور تھے کہاں بلکہ روز بروز
فن سخن تنزل پذیر ہے ہاں نام لکھنؤ اور کاملین لکھنؤ کا اب بھی باقی ہے مجھکو
خیال آیا کہ کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ اس فن شریف کی کماحقہ ترقی ہو اور ہوکار آئے
اور سخنوری میں جیسا نام اور پایہ عظیم لکھنؤ نے حاصل کیا تھا اور اب بوجہ
ناقدردانی زمانہ کی معرض زوال میں آرہا ہے اگر پھر فروغ کمال پہ پہنچے
تو کیا خوب بات ہے خاصکر اوس حالت میں جبکہ اس فن لطیف کی کیفیت سے
ارکان گورنمنٹ کو اطلاع دی جاوے تو سرکار سے زیادہ اس طبقہ شعرا کا قدردان
کون ہو سکتا ہے بےشبہ جبکہ سرکار کو اس فن کی کیفیت سے کامل طور پر اطلاع
پہنچے اور اس شاعری کے پاکیزہ خیالات سے آگاہی حاصل ہو اور یہ
بھی واضح ہو جاوے کہ جو نقائص و معائب اہل تہذیب کے نزدیک اس
شاعری میں لاحق ہیں وہ دور ہو گئے بلاشبہ ایسی حالت میں سرکار پر
واجب اور لازم ہوگا کہ اہل سخن کی قدر کرے اور جیسے نثر کی ترقی کے واسطے
اوسکو فکر اور قدر ہے ویسے ہی نظم کے لیے بھی قدردانی اور فیض رسانی کا
اظہار فرمائے اگرچہ ایسا خیال مدت سے تھا لیکن اوسکا موقع تبھی حاصل
ہوا کہ ان ایام میں اکمل الکملا افضل الفضلا حضرت مولوی ابوالحسن صاحب
تحصیلدار تعلیم یافتہ دہلی کالج جو اودھ کے ملک میں عالی منصب پر
کار فرما ہیں اتفاق خاص سے لکھنؤ میں تشریف لائے اونکی نیازمندی کو
اونکی خدمت فیضدرجت میں تھا اور منصب شاگردی اونکا بھی حاصل ہے
اس قدر مدت قیام چند روزہ میں مولانا ممدوح نے اکثر اوقات لکھنؤ کی سیر
کی ایک روز حسن اتفاق سے خالی پاکر جہانپناہ نواب سراج الدولہ

مولوی ابوالحسن صاحب تحصیلدار
تعلیم یافتہ دہلی کالج
[illegible]

بہادر جنون تخلص کی ملاقات کا اتفاق ہوا اور نواب صاحب نے اپنے مطبوعہ
دیوان میں سے اشعار آبدار سنائے جناب مولوی صاحب کو نہایت پسند آئے
اسی عرصہ میں حضرت امیر مدظلہ العالی سے ملاقات ہوئی اور شعر و سخن کا
ذکر ایسا گرم ہوا کہ بزم مشاعرہ حسب تحریک جناب مولوی صاحب ممدوح باتباع
خیالات سابقہ تجویز کی اور بسرپرستی حضرت امیر مدظلہ العالی کے بتاریخ ۱۲ اکتوبر
۱۸۹۳ء کو مشاعرہ ہوا اور بڑی کیفیت رہی اس جلسہ مسرت میں اکثر حضرات
عمائد و روسا لکھنؤ شریک ہوئے جنکا شکریہ ادا کیا جاتا ہے لیکن بہنگام اجتماع
جو لہ حضرات اہل سخن نے طریق غزلخوانی و داد دہی میں روش مناسب
اختیار نہیں فرمایا اسلیے آیندہ صحبت مشاعرہ کے لیے خاکسار ایک خاص
دستور کر کے بہنگام تشریف آوری حضرت امیر مدظلہ العالی کے جو فی الحال
رامپور میں تشریف فرما ہیں ایک دستور مشاعرہ کا پیش کریگا جسمین دستور
اس جلسہ کا مفصل و مشرح البدائع اگر اوس اسلوب سے بزم مشاعرہ آراستہ ہوئی تو امید
قوی ہے کہ ہوگی اور عہدہ کا اوسکی پابندی سے سخن کو رونق اور شعرا کو وقعت اور
سامعین کو مسرت حاصل ہوگی اخیر میں چند سطور میں اپنے قدردان والاشان
علم دوست فیضرسان افضل العلما جناب مولوی تصدق حسین صاحب بہادر اہتمام دار
سررشتہ تعلیم اودھ کا بھی نہایت ادب و خلوص سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنکی ذات سے
بنیاد علوم و فنون کو استحکام حاصل ہے اور جو اس جلسہ میں حسب درخواست
راقم کے محض بنظر مزید قدردانی رونق افروز ہوئے اور اونکے ساتھ سے کل
بہادر [illegible] مشاعرہ [illegible] صاحب بہادر انسپکٹر تعلیم سرکل غربی و دیگر افسران متعلقہ تعلیم کا
جنکی سرپرستی کی نسبت اس [illegible] شعرا کی [illegible]
خاکسار نولکشور مالک مطبع اودھ اخبار

فہرست گلہائے سخن

بہ عون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
گلدستۂ سخن
بمطبع منشی نولکشور مطبوع طبع جہان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

اسیر تخلص جناب قدوۃ المدققین عمدۃ المحققین کامل اکمل عالم اجل جناب ملک الشعرا تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخانصاحب بہادر جنگ مدظلہ القدیر حضرت ممدوح فی الحال سرکار رامپور مین تعلق رکھتے ہین

چھا رہا ہے شہ والا وہ فسونگر گیسو — سنبلہ چرخ پہ سنبل ہے زمین پر گیسو
دام ماہی ہین پھنسے ہین جو یہ سون تر گیسو — نفس دوڑین گے جو برسائین گے گوہر گیسو
شمشیر دو دستہ ہے ہوان اوسکے معنبر گیسو — ہے عجب سوتے زمین جاتے ہین بڑھکر گیسو
کیا اندھیرا ہے کہ دیدار خدا کا ہے محال — کون کھولے ہوے آیا دم محشر گیسو
پیچ ایسے نظر آتے ہین سیاہی ایسی — دل کافر ہے کہ مفلس کا مقدر گیسو
صاف روشن ہے پھر افشانکی چمک سے ایاوہ — کہ ستاریکی ہے زنجیر سراسر گیسو
تہمت قہر کی ہے شان تجھی مین ای بت — برق ہے چہرہ نہین ابر نہین ہے گیسو
ہے جواب گردش دنیا کہ پڑے پارۂ گوشت — کاٹ دی زوجہ ایوب پیمبر گیسو
کون سرکش ہے وہ جسکا نہین سر کوبی — کاٹ کر کرتی ہے مقراض برابر گیسو

خلق کو نامۂ اعمال ہون جس دن تقسیم ہاتھ آئین مجھے یا خالق اکبر گیسو

جو پریشان ہین یہان ہین وہی رتبے مین بلند دیکھو اللہ نے پیدا کیے سر پر گیسو

کیون فلک قدر نہ سمجھین تجھے سب اہل زمین نسر طائر ہے ترا شمس تو شہپر گیسو

نالے کرتا نہین اس ڈر سے حسینون کے حضور کہ پریشان نکرے چل کے یہ صرصر گیسو

ایسی نفرت ہے کہ دون نقد دل و جان بھی اگر مشک سمجھے نہ میرے ہاتھ نہ عنبر گیسو

مانگ سیندور سے اوس بت نے بھری ہے اپنی کیون نہ ہوجائے مری خونکا محضر گیسو

دیتی ہے زال جہان بنت عنب کو رونق جیسے دختر کے سنوارے کوئی مادر گیسو

شانہ ہر روز جو آتا ہے زیارت کے لیے کوئی رکھتا ہے مگر موسے پیمبر گیسو

جیسے ہو جاتا ہے گل جنبش دامن سے چراغ عیب بینون کے بجھا دیتا ہے تیور گیسو

خاک عاشق کا جو ذرہ بھی ہو مٹی مین شریک پھر تو ہو صاف نہ دھونے سے مکدر گیسو

خاک اوڑاتا جو گیا قاف مین مین دیوانہ ڈر کے پریون نے چھپائے تہ چادر گیسو

دل چرایا نہ ترے خط نہ ترے خال نے یار اسطرح کا کوئی طرار نہین پر گیسو

کشتۂ تیغ ادا جاکے جو سنبل کو کرین تسمہ رکھین نہ لگا بال برابر گیسو

جانتے تب کہ نگلتے شب فرقت کو کبھی دیکھنے کو ہین فقط آپ کے اژدر گیسو

آج کس کس کا کیا نامۂ اعمال سیاہ کل یقین ہے کہ چڑھین گے سر دفتر گیسو

دیکھو اتنا بھی ستاؤ نہ دل افگارون کو کس شکنجے مین ہین شانے سے اولجھکر گیسو

خط گلزار کے لکھنے کو وہ قلمین ہین قلم ورق خط شکستہ کا ہے مسطر گیسو

سردمہری سے زمانے کی ضرر کیا انکو کملیان ہین ترے دیوانون کے سر پر گیسو

ہون وہ بدبخت کہ دعوی ہے مری بخت کو بھی اب سیاہی مین نہین میرے برابر گیسو

کنگنون سے تری کنگھی کے ہے آگاہ اسیر
کھیل عالم کا بگاڑا ہے بنا کر گیسو

لپٹنے کا جو کرون ساتھ مین اوس ماہ کے قصد
لوٹ کر بار سینہ ہو بستر گیسو

کفر و دین حسن کے نیرنگ سے ہین ایک جگہ
رخ براہمن ہے تو بتخانۂ آذر گیسو

نکلی جاتی ہین مرے پاؤن سے کیون زنجیرین
اوسنے منت کے بڑہائے ہین مقرر گیسو

باوفا بحر محبت مین ہوا کون غریق
سوچ آسا عرق شرم مین ہین تر گیسو

زنگ لرزے گا حبش کانپ اٹھے گا سارا
باندھکر لام اگر لائے گا لشکر گیسو

صاف ظاہر ہے کہ ہی حسن کو اوس بت کے زوال
نکلنے مورچۂ خط کے لیے پر گیسو

کیا تعجب ہے بڑہے عمر تو حاصل ہو مراد
اوسکے قدمون سے مشرف ہوئی جھکر گیسو

جسطرح ماہ کا تاریکی شب سے ہی فروغ
ہے ترے حسن خداداد کا زیور گیسو

ہون وہ عاشق جو ہو موباف مرا پردۂ چشم
بل کی لینے لگین ہون جامے سے باہر گیسو

نشۂ مرگ ہے عاشق کو نظارہ اسکا
کیون نہ لبریز کرے عمر کا ساغر گیسو

کبھی آتا ہے گہن مین تو نکلتا بھی ہے ماہ
رخ روشن سے ہٹا اے مہ انور گیسو

ہوگا اندھیر سیا ساری خدائی مین ابھی
رخ پہ لٹکاؤ نہ تم پھیر پھیر گیسو

داد خواہ اوسکے ستم کا جو مین ہونگا افضل
اولٹی کسوائے گا مشکین دم محشر گیسو

افسون تخلص عالی خاندان والا دودمان جناب میرزا آغا حیدر صاحب بہادر شاگرد رشید جناب منشی مظفر علیخان صاحب بہادر اسیر مدظلہ العالی

زہر اوگلین نہ کہین صورت اژدر گیسو
چھوڑ دو افسون شب وصلت مین سمجھکر گیسو

عرق رخ مین لیے ہین جو سراسر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

عشق کاکل نے پریشان کیا ہے مجھکو
کہ پریشانی مین ہین میرے برابر گیسو

شانہ و آئینہ دونون پہ بلا نازل ہے
وہ بگڑتے ہین جو بنتے نہین دم بھر گیسو

چار رہزن ہین ترے دل ایک بچے گا کیونکر
آنکھین سفاک ہین تیری تو ستمگر گیسو

کم نہین ہے کسی بانبی سے یہ سوراخ جگر
صورت مار سیہ کیون نکرے گھر گیسو

کسنے سودن یہ کیا مطلع ابرو اونکا
کس کی تصنیف ہین مصراع مکرر گیسو

یہ تمنا ہے کہ وہ جھک کے مجھے قتل کرین
تسمہ ہون میرے گلے مین یا تہ خنجر گیسو

خواب مین بھی نظر آتے ہین مجھے مار سیاہ
ہو گیا ایسا گنہگار ہین مجھکر گیسو

ذرے افشان کے نہین زلف سیہ مین ایماہ
صورت سنبلہ ہین رکھتے ہین اختر گیسو

پابزنجیر نہو جائین یہی وحشت ہے
ہم بنائین ترے بگڑے ہوے کیونکر گیسو

ہمکو ظلمات مین آجائے نظر آب حیات
اوڑ کے آئین جو ترے چاہ ذقن پر گیسو

حلقۂ زلف مین ہے کان کا موتی روشن
من اوگلتا ہے یہان صورت اژدر گیسو

آسمانی ہے بلا آج زمین پر نازل
پاؤن تک پہنچے ہین اوس ماہ کے جھک کر گیسو

برق سی کوند گئی ابر سیہ مین افسون
رخ پر نور سے سرکاے جو ہنسکر گیسو

اشرف تخلص منشی اشرف علی صاحب ساکن قصبہ کسمنڈی توابع لکھنؤ شاگرد نسیم دہلوی خوشنویس نسخ و نستعلیق بے مثل ہین عرصہ دراز سے کارخانہ اودھ اخبار کے متعلق ہین

رات بھر خواب مین دیکھے وہ معطر گیسو
دیکھئے کون بلا لاتے ہین سر پر گیسو

شانہ کش ہجر شب و روز رہین زلفین
یہ غضب چھو نہ سکین ہم سے بد اختر گیسو

تجھ ہوا خواہ کے کہنے سے بھی جوڑا باندھو
ڈر ہے برہم نہ کرے جنبش صرصر گیسو

صدمہ پہونچے گا تمھاری کمر نازک کو
بڑھ گئے حد سے اگر بال برابر گیسو

وصف بالونکا ترے ہمنے لکھا دیوان مین
مہربان آج ہوے داخل دفتر گیسو

سر کو سینے پہ وہ رکھکر کبھی سوتی بھی نہین
دلکو پہلو سے مرے لے گئے کیونکر گیسو

کوئی لحظہ انھین فرصت نہین سرگوشی سے
راز دان آپکے ہین یا کہ ہمہ بین گیسو

خوش جوانوں کا بگڑتا ہے ابھی لاکھ بناؤ
پھانستے ہیں دل عالم کو الجھکر گیسو

واسطے کس کے سہے مدنظر آرائش
نہیں ہوتے ہیں جدا شانے سے دم بھر گیسو

بوسہ عارض پہ تو ہے سر وقت نصیب
نہیں رکھتے ہیں ہمارا اسقدر ڈر گیسو

سینے میں طالب دیدار کا دم گھٹتا ہے
تار سے کرنہ حجاب رخ انور گیسو

بال چھوڑے کبھی رخ پہ کبھی جوڑا باندھا
کیا نزاکت سے ہوئے ہیں اونھیں پھر گیسو

جی اوٹھا دھیان جو زلفوں کا دم مرگ آیا
کشتی عمر رواں کو ہوئے لنگر گیسو

سیکڑوں مر گئے بال اوسنے جو چھوڑے رخ پر
جادۂ راہ عدم ہوگئے بڑھ کر گیسو

کیوں نہ دیکھے اونکو دل اشرف بے چین
ہے جبین صبح قیامت شب محشر گیسو

اشرف تخلص سید اشرف علی صاحب منشی بال ضلع ناندیر ملک حیدرآباد دکھن

کھل گئے جب کہ ترے کافر دلبر گیسو
وا سر حسن کو ہو جائیں گے شہپر گیسو

ابرو و عقرب ہیں تو ہیں آپکے اژدر گیسو
ڈسکے مارے نہیں چھوٹے ہیں فسونگر گیسو

اوسکی نکہت سے ہوا کوچہ معطر سارا
ہے عجب اوس بت کافر کا معنبر گیسو

ہوئی کیفیت ابر سیہ دلبر روشن
غسل میں آپکا جب جسم کرے تر گیسو

تھا تلاش رخ روشن میں پریشاں بیشک
جب تو ظلمات کو سمجھا ہے سکندر گیسو

تیرہ بختوں کو بھی دیتے ہیں جگہ اہل صفا
دیکھو رہتا ہے قریب رخ انور گیسو

ہے رگ جاں سے وہ نازک یہ سمجھ لے جاناں
چھوٹنا تو نہ کبھی اپنی کمر سے گیسو

گر سرک جائے ڈوپٹہ ترے سر سے اے بت
کیا خطر ہے کہ ترے خود ہوں معطر گیسو

سنبل باغ کی تشبیہ جو میں نے لکھی
برہم آشفتہ ہوئے اور بھی مجھ پر گیسو

جسطرح عقدہ ترا ہے فلک پر روشن
ایسے اشرف ہیں سیہ یار کے مجھ پر گیسو

انعام تخلص حکیم سید امداد علی صاحب مولد و مسکن کانپور ہے تلامذہ مولوی حمید الدین خانصاحب قمر مغفور کے ہین اکثر تصنیفات انکے دیکھنے مین آئے ہین شعر اچھا کہتے ہین

جھکے گلگشت مین اوسکے جو معطر گیسو
اپنے سنبل نے نہ کیا کیا کیے ابتر گیسو

منہ لگانے کی یہ خوبی ہے کہ بل کرتے ہین
ابھی کیا کیا نہ چڑھین گے ترے سر پر گیسو

تیرے قامت مین ہے ہر عضو قیامت آفت
حشر خورشید ہے رخ فتنۂ محشر گیسو

دانت شانے نے بھی غصے مین نہ کیا کیا پیسے
شب جو برہم ہوئے تجھسے ترے دلبر گیسو

جنکے شب بالو نہ افشان وہ زبان پر لائی
اور کیا توڑین گے افلاک کے اختر گیسو

ہر فسون ساز کو لازم ہے یہ اے جادو چشم
سیکھے ہے سانپ کے منتر ترے چھوکر گیسو

ہون گے سرگوشی مین سرگرم جو منہ زوری پر
کیا لگا رکھین گے پھر بال برابر گیسو

سانپ لپٹے نظر آئین گے ترے بالون مین
عکس افگن کبھی ہون گے سر گوہر گیسو

ہم فقیرونکو ہے انعام حصیر ایسی غزل
باعث بحر رمل بن دئے یکسر گیسو

احسن تخلص منشی شیام سندر صاحب متوطن لکھنؤ شاگرد دیوان دیا کرشن صاحب ریحان کے ہین

تا کمر پہونچے ہین اب یار کے بڑھکر گیسو
ہون گے کچھ روز مین پاؤن کے برابر گیسو

دل پریشان ہوا جان پھنسی آفت مین
ظلم عشاق پہ کرتے ہین سراسر گیسو

سر پہ مشاطہ کے ہر وقت قضا کھیلتی ہے
کالی ناگن سے نہین یار کے کمتر گیسو

مصحف روے کتابی مین شرف بخشا ہے
ہے عنایات الٰہی سے میسر گیسو

کیون نہ دیوانہ نہین دیکھنے والے اوسکے
آتشین عارض جانان ہے پری پیکر گیسو

دل نہ تھا پاس تو کیون دینے کا اقرار کیا
خاک مانین مرے کہنے کو کہ تیور گیسو

آنکھ آئینے کی جانب سے نہین ہٹتی ہے
دام جوہر مین پھنسے اوسکے معنبر گیسو

یار کی زلف کی تعریف لکھے کیا احسن
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

اشرف تخلص ابو سلیمان ظہیر الدین احمد خواجہ محمد اشرف علیصاحب مولد و مسکن لکھنؤ یہہ صاحب مدت سے اس مطبع مین تعلق رکھتے ہین اور صحت کتب عربیہ پر مامور ہین لیاقت اچھی رکھتے ہین اکثر رسالہ انکے تصنیفات سے مثل نقش سلیمانی وغیرہ کے ہین

چھوڑ بیٹھے یون نہ قریب رخ انور گیسو — ڈر سے عاشق پہ بلا لائین نہ بڑھکر گیسو
کب نظر آتے ہین قریب رخ دلبر گیسو — حسن کے گنج پہ بن بیٹھے ہین اژدر گیسو
دنکو رہتا ہے خیال رخ روشن مجھکو — اور ہین پیش نظر آپکے شب بھر گیسو
سیر گلشن ہین نظر جا جو پڑی سنبل پر — آگئے یاد کسی گل کے برابر گیسو
کیا کسی عاشق جانباز کا رکھا ہے سوگ — کیون سنوارے نہین دو روز سے دلبر گیسو
سانپ کیطرح جو یہ دوش پہ لہراتے ہین — مار ہی ڈالین گے عاشق کو مقرر گیسو
زندگی عاشق جانباز کی مشکل ہے بہت — تیر مژگان ہین اگر اوسکے تو خنجر گیسو
نظر شوق پہونچتی نہین رخ تک اوسکے — بنگئے میرے لیے سد سکندر گیسو
رفتہ رفتہ یہ بڑھی ہے مجھے الفت اوسکی — کرتے ہین آئینۂ دل مین مرے گھر گیسو
دست مشاطہ نے ہر روز سنوارا جو اونھین — کیا کہون یار کے کیسے ہین ہوا پر گیسو

زلف کی یاد نہین جاتی ہے دل سے اشرف
بھولتے ہی نہین اوس شوخ کے دم بھر گیسو

افسر تخلص مرزا محمد تقی خانصاحب بہادر خلف الرشید نواب مرزا صادق علیخان بہادر مغفور شاگرد امیر اللہ تسلیم رئیس ابن رئیس مولد و مسکن لکھنؤ شعرگوئی کا شوق کثرت سے ہے ہر ماہ کی سترھوین کو بزم مشاعرہ نہایت ضبط اور آراستگی کے ساتھ عرصہ سے منعقد ہوا کرتی ہے

وصل مین بگڑے سے نیے یار کے اکثر گیسو
او لجھے سلجھے مری تقدیر سے شب بھر گیسو

کیون رہا ہے گلے تمکو لگا کر شب وصل
آج بے وجہ مری جان ہین کیون تر گیسو

روح بو مشک کی دیتی ہوئی نکلی تن سے
مجکو یاد آے تیرے کس کے تہ خنجر گیسو

عنبر افشان ہے اگر صبح صبا حیرت کیا
چھو گئی ہوگی تمہارے کبھی آکر گیسو

ہین نمانون کا تیرہ ظلمت اسی کسدن تھی نصیب
ہوگئے ہون گے شریک شب محشر گیسو

کبھی سینے سے اگر وصل ہوا بھی تو کیا
ضد سے بیٹھے وہ بنایا کیے شب بھر گیسو

جتنے معشوق ہین دیتے ہین انہین سر کچھ
واہ کیا رکھتے ہین دنیا مین مقدر گیسو

سو بسو حال پریشان ہے مرا انسے عیان
ماجرا ہے دل برہم کے ہین مخبر گیسو

حلقہ حلقہ مین ہین عشاق کے دل گرم فغان
کوچہ حشر ہے ہر پیچ مین منبر گیسو

چاہتے ہین کہ پریشان ہین مردن بھی ہون
کھول دیتے ہین مری گور پہ آکر گیسو

کبھی تقدیر سے کے ہین پیچ وگرنہ افسر
ہمسے آزاد ہون پابند مقید گیسو

اعظم تخلص مولوی محمد اعظم حسین صاحب خیرآبادی شاگرد رشید حضرت مولانا استاد مطلق محمد عبد الحق خیرآبادی اس مطبع مین ممتاز ہین بعہدہ تصحیح کتب عربیہ سرفراز ہین چند شعر اونکے قصیدے کے بھی جو کسی رئیس کی مدح مین لکھا ہے بطور نمونہ درج کیے

اشعار قصیدہ

آن گل سرشت کہ ہنگام سیر
قدر زمین ست ز جلالت بسیار

کلاہ ذکی عقل و بحر سے بفیض
چرخ بجاہ است و زمین در وقار

عقل چہ پرخندہ اش در ذکا
عقل بماند و بخت بوسے افتخار

قصہ چہ پر گفتہ ام از فیض بحر
بحر مفیض ست بہ بخششش نثار

چرخ بجاہش چہ رقم بر زدم
چرخ بکاہش شود اندر قرار

آن بو قارش چه بنشستم زمین | روی زمین از قدمش مرغزار

غزل طرح

سر خود سود نسیم سحری بر گیسو | بهواداری گلشت چو معطر گیسو

صورت صید زبون بر دلم صیادے | حلقهٔ دام بلا بود سراسر گیسو

ترک چشمت چو بهم ریخت بآرایش خواب | طوق و زنجیر کشد بر سر بستر گیسو

دود آه دل سوزان بر خست پیچ است | تا شد از آتش رخسار تو مجمر گیسو

چیر کم تیشهٔ حسرت بدلم چون نیز ند | می برد بوسهٔ رخسار تو اکثر گیسو

دل من ریخت سلامت بکجا اندازد | بهوایم چه کشد صورت اژدر گیسو

چشم خود چون نگشایم بتماشای تبان | داد صد حلقه چو از حلقهٔ منظر گیسو

عالم لیل و نهار است ز نیرنگی تو | روز روشن رخ پر نور شب آمد گیسو

خشک شد خون غزالان حرم ای اعظم
داد چون مشک ختن بوے خطا در گیسو

ردیف ب

بہرام تخلص بہرام جی صاحب دستور تعلقدار اول ضلع ناندیر ملک حیدرآباد دکن
یہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

پاس رکھتا ہی ترا عارض انور گیسو | کیون نہو مطلع خورشید منور گیسو

اوسکی مرضی ہے جیسے چاہے چڑھاوے سر پر | کون کہتا ہے کہ ہے یار کا خود سر گیسو

روشنی رخ روشن مین جو لیتا ہے یہ دل | ہو گیا یار ترا دزد دلاور گیسو

آب حیوان کا بہانہ تھا اوسے ظاہر مین | ڈھونڈھتا تھا ترا ظلمت مین سکندر گیسو

جا قریب رخ روشن جو اوسی دی سر پر | شکر ہین اسکے گرا اوسکے قدم پر گیسو

دام زنجیر و بلا سلسلہ ہے گیسو کا | دل عاشق کو ہوا افعی و اژدر گیسو

عشق مین اوسکے ہوا ہا ہے دل اپنا صد چاک
پھر بھی آشفتہ ہے برہم ہے مکدر گیسو

افعی و مار کی تسخیر تو ہوا فسون سے
نہین ہوتا ہے کسی طرح مسخر گیسو

کیا پریشانی مین پھرتا ہون تمنا مین تری
تیری نکہت نہین ہوتی ہے میسر گیسو

سخت دل پر ہے مری پیچ و خم اس کافر کا
کیا خیال اوسکا اوسکے ہو گیا پتھر گیسو

کچھ سیہ کارون سے نفرت نہ کرین اہل صفا
دیکھ لو روے مصفا کے برابر گیسو

تیری نکہت کے ہین مشتاق سبھی چین و ختن
دھوم آفاق مین تیری ہے سراسر گیسو

تاب اب اسکی اسیری کی نہین ہے مجھکو
کھول دے دل کو مرے خالق اکبر گیسو

روشنی پھر نظر آوے نہ کہین ای بہرام
برق وش یار مرا چھوڑے جو رخ پر گیسو

بیخود تخلص منشی انور اللہ صاحب شاگرد مولوی غلام حسنین صاحب قدر بلگرامی کے ہین مولد و مسکن انکا قصبہ اسیون پرگنہ موہان سے ہے یہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

پرستش لعبہ ہے اے یار سراسر گیسو
ہے اکبر مین کرون رخ سے ہٹا کر گیسو

آ گئے آنکھ پہ جب سے کہ بکھر کر گیسو
مشک نافہ ہوا ہر ایک معنبر گیسو

جال پر جال بچھاتا ہے غضب کا صیاد
خط رخ کو جو چھپاتے ہین لٹک کر گیسو

آگ بن بن کے جلاتا ہے جو دن بھر چہرا
کالے بن بن کے ڈسا کرتے ہین شب بھر گیسو

خال زنبور ہین تو ابروے کج کژدم ہے
چہرہ ہے سانپ کا مسکن اور ہین اژدر گیسو

لیلی شام کو محمل مین شفق کے پایا
لعل گھونگھٹ مین چھپا جب سے ترا سر گیسو

آشیان کان ہین ہین سانپ کے انڈے گویا
سانپ ہے کیچلی مین پا تہ چادر گیسو

رفتہ تاریک نظر آتا ہے سارا عالم
کھو گیا ہم کو ملا جھلک دکھا کر گیسو

قامت دلبر رعنا ہے جو مثل شمشاد
طرہ شمشاد کا بنتا ہے لٹک کر گیسو

سانپ کو آج تو بچھو پہ مسلط پایا
بچھو ابرو ہین ترے اور ہین افعی گیسو

خم گیسو ترے کانون پہ نہین ہے بیکار
میرا احوال سناتا ہے یہ جھک جھک کر گیسو

یاد گیسو مین ہوے ہوش پریشان ایسے
ہاتھ مین سانپ اوٹھاتا ہون سمجھکر گیسو

وہ دہن جو تشبیہ ختن سے تو خطا ہی سمجھو
چین و تاتار کو کرتے ہین مسخر گیسو

ردیف ت

تسخیر تخلص عالی پایگاہ داروغہ میر واجد علی صاحب رئیس لکھنؤ میر صاحب معروف کی خیر سگالی گورنمنٹ انگلش کے ساتھ بابت ۱۸۵۷ء مشہور و معروف ہے آپنے بجلدوے خیرخواہی ایک لاکھ روپیہ نقد حاصل کیا اخلاق و مروت یگانہ زمانہ یارون کے یار جس سے محبت ہے پاک دل سے مذہبی عقائد مین سچے دیانتدار ہر سال مین متواتر مجلس اور خیرات اور خصوصاً عشرۂ محرم مین یکم تاریخ سے تا عشرہ برابر تقسیم [illegible] اور مجلسین ہوتی ہین آپکے حالات اسقدر بسیط ہین کہ اس مختصر پرچہ مین گنجائش نہین

آیا محفل مین جو وہ ترک بنا کر گیسو
دل پہ تھم تھم سے لگانے لگے خنجر گیسو

آیا محفل مین جو وہ شوخ بنا کر گیسو
ڈس گئے دلکو مرے صورت اژدر گیسو

فخر کیا ہے جو ہوے مشک کے ہمسر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

صاف کھلتے ہین ترے مونھ پہ بکھر کر گیسو
رخ ہے آئینۂ فولاد تو جوہر گیسو

میلے کرتے ہو عبث عطر لگا کر گیسو
اپنی بو باس سے ہین آپ معطر گیسو

ملگیا چین کے ڈانڈے سے حلب کا ڈانڈہ
آئے آئینۂ رخ کے جو برابر گیسو

لشکر زنگ کا اقلیم حلب پہ ہے یورش
آئینہ رو نہین نکلا ہے بنا کر گیسو

طائر حسن کو جکڑ لیسے یہ کب اوڑنے دے
جال کی شکل ہے حلقون سے سراسر گیسو

کیا تعجب ہے جو وہ حور پری بنکے اوڑے
بازوؤن پہ جو پڑے بنگئے شہپر گیسو

دیکھو سر چہرہ سے گرا یا ہے صنم نے گیسو
دیکھو سر چہرہ سے گرا یا ہے صنم نے گیسو
نیمچہ ابروے تمہارا ہیں یا خنجر گیسو
سیف ابرو قرہ برچھی ہے تم خنجر گیسو
ابر نیسان ہیں کہ برساتے ہیں گوہر گیسو
یاد آتے ہیں جو ہمیں قبر کے اندر گیسو
نور عارض سے ہوے ایسے منور گیسو
سر سے آ پہونچے ہیں زانو کے برابر گیسو
سر سے آتے ہیں جو زانو کے برابر گیسو
پھبتی لکھتے ہیں وہ خود باندھکے سر پر گیسو
آئینہ چہرہ ہے اور آئینہ کا گھر گیسو
چہرہ آئینہ ہے اور آئینہ کا گھر گیسو
خوشنما کتنے ہیں گرد رخ انور گیسو
خوشنما کتنے ہیں گرد رخ انور گیسو
خوشنما کتنے ہیں گرد رخ انور گیسو
طرفہ دم کس کا ہے کہ ہیں تیغ دو پیکر گیسو
یاد آے جو ہمیں قبر کے اندر گیسو
اپنے علم سے ہیں آپ کے ہمسر گیسو
ابر نیسان کو خجل کرتے ہیں اکثر گیسو
سانپ کو مارین ایسے ہیں یہ کافر گیسو
در یتیمانہ کے دو بیٹے ہیں مقرر گیسو

اسکے جانتو نفس میں حسن بکھری ہے جو مدام
سکتی ہے سکے لیے ہے دیدہ و سلسل انکا
سنبل جانہ خرابی ہوئی آرائش زلف
اپنے بیگانوں سے الجھا ہے آرائش زلف
تیرہ ہوا ان سال سے عشاق سے شرماتی ہیں
نہ کسی سانپ نے کاٹا نہ کسی بچھو نے
سورۂ شمس کی تفسیر ہے یا خط غبار
قوت رفتہ پھر آجاے دماغ و دل میں
زلف و رخ دیکھ کے روشن یہ ہو اوصاف ہیں
وہ بہانے لگے دریا میں یہ لہرانے لگے
اے سکندر تجھے ظلمات میں ملا آب حیات
قرب عارض سے سیہ بخت کا تارا چمکا
بنگیا مثل رخ آئینہ یہی پیچ کی شکل
روز و شب صبح و مسا کٹتے ہیں نور و ظلمات
بال ہیں یار نگہ چلتے ہیں سلسلۂ چشم
چہرہ یار ہے یا غنچہ ماشاء اللہ
عطر ملک سے بازار وہ اتراتے ہیں
ماہ نو ابروے خمدار ہیں خورشید ہے رخ
سنبلستان میں دکھائی دیے دو تارے انار
طول صحبت کا گھٹا زلف کا سودا جو بڑھا
شاخ سنبل میں لٹکتے نظر آے دو سیب

مست کرتے ہیں ہمیں صورت ساغر گیسو
یاد دلواتے ہیں مے نوشوں کو ساغر گیسو
آپ نے مجھکو بگاڑا ہے بنا کر گیسو
آپ نے مجھکو بگاڑا ہے بنا کر گیسو
منہ چھپا لیتے ہیں بکھرا کے وہ رخ پر گیسو
مار ڈالا مجھے موذی نے سنگھا کر گیسو
مثل ظلمات یہ پریشان نہیں رخ پر گیسو
عوض مشک سنگھا دے جو وہ دلبر گیسو
رخ ہے آئینہ فولاد تو جوہر گیسو
سانپ یا نکلے ہیں موج سے ملکر گیسو
خضر یادی ستھے تیرے میرے ہیں رہبر گیسو
ہے ترے آئینہ دارو میں سکندر گیسو
سو نخہ تو دیکھیں کہ بناتے ہیں سکندر گیسو
میرا طالع ہے یہی رخ میرا مقدر گیسو
الف لیلے کا سبق پڑھتے ہیں فر فر گیسو
چشم نرگس ہے دہن غنچہ صنوبر گیسو
گلشن رخسار میں چھوڑتے ہوئی اکثر گیسو
مو بمو تار شعاعی ہیں سراسر گیسو
آے اوس گل کے جو پیتانکے برابر گیسو
صاف معراض محبت ہوے ملکر گیسو
آے اوس گل کے جو پیتانکے برابر گیسو

ہم تو ترسا کرین رخسار کا وہ بوسہ لین
رشک آتا ہے ہمین دیکھکے رخ پر گیسو

شعلۂ شمع رخ یار پہ ہوتا ہے نثار
میری آہون کا دھوان ہی نہین سر پہ گیسو

اسکے عاشق کو نہو سانپ کے کاٹے کا اثر
مشک کا مالا ہے گھونگر سے سراسر گیسو

اونسے کیا معرکہ آرا ہون حسینان جہان
کشور حسن کے وہ شاہ ہین لشکر گیسو

یوسف حسن کو ہی عرش جبین پہ معراج
چاند رخ ہے شب معراج ہے ہمسر گیسو

مین وہ دیوانہ ہون اوس حور کا جسکے غم مین
تو جگر رکھدیے پریون نے لحد پر گیسو

نام انکا ہے رقم مروحہ جنبانون مین
راست جب رخ کے مگس ران ہین برابر گیسو

لکھتے ہین کاتب اعمال خدا خیر کرے
گوش تک بڑھ کے چلے دوش کے اوپر گیسو

شام سے دھوپ ہے قسمت مین سحر سے اندھیر
رات بھر پیش نظر چہرہ ہے دن بھر گیسو

دوش پر خفیہ نویسون کے خدا خیر کرے
پھانسی دیتے ہین جب راست برابر گیسو

پیچ مین اسکے خبردار نہ آنا تسخیر
کاٹ کھائینگے کسی روز پلٹ کر گیسو

تمنا تخلص منشی رام سہائے صاحب خلف لالہ پورنچند صاحب مولد و مسکن لکھنؤ بالفعل سر رشتۂ تعلیم کے صدر دفتر مین ملازم ہین شاگرد خیراتی لال شگفتہ اکثر کتب مثل گیتا مہاتم اور رس پنچ اور رسوم التعلیمات وغیرہ انکے تصنیفات سے ہین

سر پہ جوڑا وہ شانو پہ گرے کھنچے کمر پر گیسو
پاؤن چھونے چلے اب سر سے اوتر کر گیسو

پہلے تو خوب پسینے سے ہوئے تر گیسو
جب نچوڑے تو اوگلنے لگے گوہر گیسو

بڑھ گئے حد سے زیادہ جو لٹک کر گیسو
کھینچتے قامت نازک کو ہین لنگر گیسو

کھولکر رویا جو وہ میری لحد پر گیسو
چادر گل کے عوض بنگئے چادر گیسو

بوسہ جب لیتا ہون بل کھاتے ہین رخ پر گیسو
ہم سے برہم ہین سدا اسکے مقدر گیسو

فتنہ و شر جو بپا کرتے ہین محشر گیسو
ڈھاتے ہین کالی بلا غیر کے سر پر گیسو

باے کانون مین فریب ہین تو گرون مین طوق	زینت سر کے لیے خوب ہین زیور گیسو
سانپ تو بھاگ گیا پیٹتے ہین لوگ لکیر	خوب پوشیدہ کیے تمنے دکھا کر گیسو
زندہ ہوتا تو سکندر کوئی کرتا ایجاد	دیکھتا آئینہ اپنے کو بنا کر گیسو
نیچے شعلہ ہے تو اوپر ہے دھوئین دھار غضب	شعبدے خوب کیا کرتے ہین رخ پر گیسو
بوسے لیلے کے خوشی سے لب شیرین کا تر سے	لوٹتے ہین مزۂ قند مکرر گیسو
عاشق زلف ابھی قبر مین زندہ ہوجاے	یار اگر عطر سنگھا جاے معنبر گیسو
بال دریا مین جو اوترانے لگے پانی پہ	سر پہ دیکھے تھے نہ پہ پر دو بنے پر گیسو
دیکھکر حال پریشان نے عاشق دم دید	کھولدین پہ ہمہ دل کا نہ دفتر گیسو
نکل آتا ہے وہین ابر سیہ سے خورشید	بوسہ لیتا ہون جو عارض کا ہٹا کر گیسو
الامان موذیون کے بل پہ بھی سرتابی ہے	سیدھی باتون پہ بگڑتے ہوں بنا کر گیسو
صبح رخسار سے ہے قدر شب زلف فزون	بنگئے ہین شب معراج پیمبر گیسو
نوک مژگان کے تصور مین بگڑ کر دم دید	دل عاشق پہ لگا دیتے ہین نشتر گیسو

فکر تقی زلف کے مضمون کی کمنا جب سے
خواب مین دیکھتے ہین شب کو سخنور گیسو

تقی تخلص محمد تقی علیخان متوطن لکھنؤ خوش باش کانپور خوشنویس مطبع والا شان عالی ہمم حاتم عصر جناب منشی نولکشور صاحب بہادر و تلامذہ جناب خواجہ وزیر صاحب وزیر مغفور لکھنوی —

بل کی لین یار کے سر چڑھے نکیو نکر گیسو	سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو
مار ضحاک سے ہرگز نہین کمتر گیسو	دل عشاق کو ڈس جاہین نہ کیونکر گیسو
بل ہین ہین موے میان سے تری بلکر گیسو	مین ہون اک ذرہ و خرمن ادر دیگر گیسو
خواہش جان ہے اوسے بھی دل دینے کے طالب	چشم بد بین سے ہین کچھ بڑھکے ستمگر گیسو

گو ہوے خاک مگر جوشش سودا ہے وہی
بھولے مرکر بھی نہ ہم قبر کے اندر گیسو

کیا نزاکت ہے کہ چلنے میں لچکتی ہے کمر
دیتے ہیں دوش پہ ہر مرتبہ لنگر گیسو

دیکھتے ہی تجھے اکدم میں دم آیا دم نزع
کشتۂ روح رواں کے ہوے لنگر گیسو

مردے جی اٹھے ترے قد سے اب تجھے خدا خیر کرے
دوش پر کھائینگے ہر مرتبہ ٹھوکر گیسو

لے اوڑے ہوش پری رخ بتِ صنم دلکش کے
ہوگئے حسن خداداد کے شہپر گیسو

کیوں نہ دیں ہم اونھیں اوڑتی ہوئی ناگن کی مثال
ہوں ہوا پر جو ترے اوبٹنا خود سر گیسو

چھوڑتا ہی نہیں عشاق کو بے جان لیے
سانپ کی طرح سے موذی ہے ترا ہر گیسو

یاد ہے کونسا لٹکا انھیں ایسا یارب
دل و جان کرتے ہیں کس طرح مسخر گیسو

لوٹ جاتے ہیں مرے سینے پہ سانپ اے قاتل
شب فرقت میں جو یاد آتے ہیں اکثر گیسو

ہے خطا عنبر سارا سے اگر دیں تشبیہ
ہیں کہیں مشک ختن سے بھی معطر گیسو

آکے اس پیچ میں عشاق غریب ہیں گو یہ
منزل ملک عدم کے ہوے رہبر گیسو

مانگ اوس حور کی ہے جادۂ ظلمات اگر
میرے نزدیک ہیں پھر سد سکندر گیسو

دیکھتے ہیں وہ گل و سنبل و ریحان کی بہار
روز لٹکا کے خط رخ کے برابر گیسو

حسرت و یاس میں عمر اپنی کٹی جاتی ہے
ہیں مگر حق میں ہمارے دم خنجر گیسو

اسے تفتہ ہوگی دم ذبح بلا کی الجھن
یاد آئینگے جو جھٹکا تہ خنجر گیسو

تپش تخلص مولوی غلام محمد خان صاحب دہلوی آپ کے کمالات اظہر من الشمس و ابین من الامس ہیں مسکن آپ کا ریاست پاٹودی قسمت دہلی میں نواب اکبر علی خان بہادر مرحوم کے عہد میں زمرۂ شعرا ملازم تھے اونکی وفات کے بعد سے شعر گوئی ترک کرکے اکثر تکمیل علوم میں مصروف رہے اور بعض [illegible] مقامات میں رہنے کا اتفاق ہوا چند سال سے اس مطبع میں [illegible] وقائع نگاری

ممتاز ہیں چنانچہ نظم و نثر اردو و فارسی عربی اور فن تاریخ میں آپ کو وہ کمال حاصل ہے کہ شاید کسی دوسرے شخص کو وہ ملکہ راسخہ ہو ہمیشہ بارہ برس سے آپ نے غزل کا لکھنا مطلق ترک کر دیا تھا بلکہ تائب تھے اس مشاعرہ میں بعض احباب کے نہایت اصرار سے قلم برداشتہ یہ اشعار لکھ دیے

چھوڑ دے رخ پہ جو وہ رخ سے اوٹھا کر گیسو
اک طلسمات کا عالم ہوں سراسر گیسو

کیوں نہوں رونق بازار ستمگر گیسو
تیغ و خنجر سے لٹکتے ہیں برابر گیسو

کیوں نہوں صانع قدرت کے ثنا گر گیسو
رخ ترا نور خدا سایۂ حق ہیں گیسو

بوسے لیتا ہے جو منہ چڑھ کے برابر گیسو
کتنا گستاخ ہے بیہودہ ہے خودسر گیسو

نور و ظلمات میں دیکھا نہو گر ربط کبھی
دیکھ لو جا کے قریب رخ انور گیسو

کفر و اسلام کا چھوٹا ہے نہ چھوٹیگا ساتھ
ہوں جدا عارض پرنور سے کیونکر گیسو

سادگی میں بھی نکلتے ہیں ترے لاکھ بناؤ
بنگئے حسن خداداد کا زیور گیسو

کیا ضرورت تھی کہ ہو سایۂ خورشید نقاب
بنگئے کیوں نہ نقاب رخ انور گیسو

مجھ زخود رست سبب برتری ادنی ہے
سر سے کھلتے ہیں تو گرتے ہیں قدم پر گیسو

صورت سورۂ والشمس و ضحی و واللیل
کیوں نہوں عارض تاباں کے برابر گیسو

منفعل ہوتے ہیں بدلتے ہیں جب پیکون سے
سرنگوں ہیں ترے رخسار کے اوپر گیسو

وہ پری زاد جو توسن کو اوڑا کر نکلا
دوش پر اوڑ کے نظر آنے لگے پر گیسو

کیوں نہ ہو عجب ہوا سلسلۂ زنجیر ونکا
اپنے دیوانوں کو پھنساتے ہیں بزنجیر گیسو

ہوا اوس چاند سے ٹکڑے پہ گہن کا دھوکا
چھوڑے اوس رشک قمر نے جو بنا کر گیسو

آتش حسن کی ہے کیا ہی دلیل روشن
ہیں دھواں شعلۂ رخسار صنم پر گیسو

تیرہ بختی سے بھلا کیونکہ نہ ہم سمٹیں
لیں بلائیں ترے عارض کی جو آ کر گیسو

گرد مہ کے ہیں دھواں دھار گھٹائیں اتنی
کاکل و ابرو و خط زلف معنبر گیسو

چشمۂ آبحیات دہن یار کہاں
ہیں مگر جادۂ ظلمات سکندر گیسو

تجلی تخلص للّٰہ جی صاحب شاگرد خواجہ حیدر علی آتش متوطن لکھنؤ

ہیں پریشان جو بہت آپکے دلبر گیسو
بن رہے سوگ میں ہیں کس کے یہ ششدر گیسو

نرگس اوس غیرت گل کی تو نظر کر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہیں بہتر گیسو

پیچ میں آیا جو اونکے تو اوسے دے ٹپکا
خوب ہی جانتے ہیں کشتی کا جوہر گیسو

رات دن سر پہ چڑھی رہتی ہے اک کالی بلا
خواب ہی میں ہمیں دکھلا وہ مقدر گیسو

کاٹ کھائے نہ کہیں خوف ہے موذی کا مجھے
یا الٰہی میں چھوون یار کے کیونکر گیسو

کھلے ہی کر چکے ہو خوب پریشان مجھکو
کیا بلا اوس سے بھی دکھلاوگے بڑھکر گیسو

دیکھیں اب کون ہے اس کالی بلا میں پھنستا
دوش پر اس لیے چھوڑے ہے ستمگر گیسو

جان بچنے کے نہیں ہیں وہ بلا کے کالے
چھونا مشاطہ ذرا خوب سمجھ کر گیسو

دیکھیے کس کے یہ ہوتی بلا ہے نازل
مشک میں ہیں جو بسائے پری پیکر گیسو

بیچی بیچی ہے بھلا اونمیں کہاں ہے خوشبو
غیرت مشک ہیں وہ غیرت عنبر گیسو

تیتی کس کے ہے سر دیکھیے یہ آرایش
آئینہ لیکے سنوارے ہیں وہ اکثر گیسو

سامنے اونکے ہے روئے شب یجور سپید
کالے کالے ہیں بلا کے ترے کافر گیسو

ہاتھ ہوں جوڑتا اور پاؤں ترے پڑتا ہوں
تو سنگھا دے مجھے للہ ستمگر گیسو

رات دن ہیں اسی اوجھن میں پڑا رہتا ہوں
دھیان سے میرے اوترتے نہیں دم بھر گیسو

بے نمک اونکے نمونے سے ہی روئے مہتاب
سچ اگر کہیے تو ہیں حسن کے زیور گیسو

ہے تجلی کو گمان چاند گہن کا ہوتا
رخ سے سرکا دو ذرا اپنے مہ انور گیسو

ردیف ث

ثابت تخلص منشی رادھکا پرشاد صاحب شاگرد نواب عاشور علی خان مرحوم متوطن قدیم شہر لکھنؤ

کس بلا میں ہے پڑی جان مری چھو کر گیسو
سانپ بنتے ہیں کبھی اور کبھی اژدر گیسو

پھانسے ہیں دام میں اپنے پھندے میں ستمگر گیسو
جان لینے کو بلا ہیں ترے کافر گیسو

جلوہ افگن ہیں ترے رخ پہ معنبر گیسو
ہو گئے صاف اس آئینے کے جوہر گیسو

دیکھیں کب یوسف دل چاہ ذقن سے نکلے
رسیوں سے تو کبھی ہاتھ میں بڑھکر گیسو

فلک حسن پہ ہے تو ابرو و رخ بدر و ہلال
رنگ رخسار شفق ابر معنبر گیسو

زہرہ دندان سے عقدہ حلق کا ہے ہر اک
تھر شانے سے بکھیر کے ہوں سراسر گیسو

عنبر تر کی نہ کیوں بحر سے ہو پیدائش
تمنے دھوئے ہیں دم غسل معنبر گیسو

شانہ کرنے کو شب تار میں مجھسے جو کہا
ہاتھ سے چھو نہ سکا سانپ سمجھ کر گیسو

اوڑ چلا یار حسینوں میں پری کی صورت
طائر حسن کو گویا ہوا شہپر گیسو

شب وصلت میں جو بال انکی میں سلجھاتا ہوں
لیلۃ القدر نظر آتے ہیں یکسر گیسو

دیکھ کر انکو ہوئی جو کشش سودا کیا کیا
بیڑیاں مجکو پنہائینگے مقرر گیسو

خاک اوڑائی ہے کسو کس کی غزالوں میں
گرد آلود جو ہیں اے میرے دلبر گیسو

کیوں نہ ہم چہرۂ رنگین کو کہیں باغ ارم
گل ہیں رخسار تو سنبل سے ہیں بہتر گیسو

کمر یار پہ لٹکے ہوئے جس دم دیکھے
ہو گئے راہ عدم کے مجھے رہبر گیسو

کسکو سودائی بناؤ گے بتاؤ تو سہی
اجی صنم آج سنورتے ہیں یہ کیونکر گیسو

جیتے جی ایسی رہائی نہیں ہونگی نصیب
رہزن جان ہوئے ہیں ترے دلبر گیسو

شاہ خوبی کی ہے سرتاج تری صورت شکل
اوس پہ طرہ ہے مرے یار ترا افسر گیسو

وصل میں سر سے دوپٹے کو ہٹایا جو کبھی
ہو گئے صاف وہیں جامے سے باہر گیسو

وہیں گلشن سے یہی دیتا ہے صدا
بوئے سنبل سے زیادہ ہیں معطر گیسو

چھیونکا ترے کانوں سے جو ہوتا ہی فروغ
مشک کی قدر بڑھاتے ہیں مقرر گیسو

ہے کشش انمیں کمندوں سے فزوں کیا ہی عجب
کھینچ لیں دلکو جو سینے سے معنبر گیسو

آئینہ کر دی بہار رخ جانان ثابت
ہوگیا کشور خوبی میں سکندر گیسو

ردیف ج

جمیل تخلص ایک مولوی صاحب شاگرد اسیر مدرس مدرسہ سندیلہ کا ہو رہنے والے سندیلہ کے ہیں تذکرہ سوانح عمری درکنار ہے نام تک تحریر نہین کیا اس تذکرہ کے لیے یہ غزل بھیجی تھی

گیسوے یار سے دیکھے نہیں بڑھ کر گیسو — سنبل باغ جنان سے بھی ہیں بہتر گیسو

رخ روشن پہ نہیں ہیں یہ معنبر گیسو — کعبہ رخ پوشش کعبہ ہیں سراسر گیسو

دل عشاق چلے ہیں طرف کشور حسن — نگل جائیں کہیں صورت اژدر گیسو

چاند سورج ترے تابع ہیں ہیں مانند فلک — واہ کیا خوب ملا تجھکو مقدر گیسو

اوسنے لٹکا سے گئے خوب ہوا خوب ہوا — دل کی عاشق سے لیا کرتے تھے اکثر گیسو

ہیں حسین اور بھی عالم میں مگر یہ ہیں کہان — کچھ نزاکت یہ لطافت یہ معنبر گیسو

کونسا حسن خدا نے ند یا اوس بت کو — خال مشکین خط سبز رنگ معنبر گیسو

مصحف رخ پہ حمائل کے لیے کھینچتے ہیں — نہیں اوس عارض تابان کے برابر گیسو

ہم بھی پردہ انھیں رکھتے اگر اونکو ہو بال — پھیر دین ہم کو ہمارا دل مضطر گیسو

گرد حسن سے عارض پہ جو آیا ہے عرق — اوس کو چاٹتے ہیں صورت اژدر گیسو

مدت العمر وہ بیچارہ پریشان رہا — سایہ افگن ہوئے دم بھر کو جس پر گیسو

گرچہ ہمراست قد ہیں وہ مشابہ تجھسے — پر کہان سرو کو ایسے ہیں میسر گیسو

دام میں کیون نہ پھنسا سے دل عالم کو وہ بت — جسکو اس طرح کے دے خالق اکبر گیسو

خود تو اولٹے ہیں مگر بخت ہیں انکو سیدھے — اور بنتے گئے جتنے ہوئے ابتر گیسو

ویسے بندہ نہ زمانہ ہو تو انکا کیونکر — آنکھیں ساحر ہیں جو انکی تو فسونگر گیسو

سر پہ وہی اپنے انھین آئینہ رویون نے جگہ
کیون نہون اپنے زمانے کے سکندر گیسو

کون ہے ہاتھ سے انکے جو نہین ہے بسمل
کاٹ مین رکھتے ہین شمشیر کے جوہر گیسو

سامنا خواب مین بھی کالی بلا کا ہی مجھے
میری آنکھون مین پھرا کرتے ہین شب بھر گیسو

عارض و زلف جمیل اوسکو عبث سمجھے ہو
رخ سیمین ہے اگر گنج تو اژدر گیسو

جوہر تخلص منشی جواہر سنگھ صاحب سابق تحصیلدار لکھنؤ متوطن قدیم لکھنؤ فی الحال مہاراجہ صاحب بہادر والی بلرام پور کی سرکار مین ہین صاحب تصانیف کثیرہ ہین
یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

کس گلندام نے پاسے کیے مضطر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

کیون نہ ریحان و بنفشہ سے ہون بڑھکر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

بڑھکے ہین سنبل و ریحان سے سراسر گیسو
روندھون مین وہ ہین پامال تو سر پر گیسو

باندھ کر لام ہوے صاحب لشکر گیسو
کیون نہ ملک دل عاشق کو کرین تسخیر گیسو

لیچکے ہین دل و دین مانگتے ہین سر گیسو
ہین غضب ترک ستمگر کے ستمگر گیسو

حلقہ مین رکھتے ہین وہ روی منور گیسو
دام مین لاے ہین اپنے مہ و اختر گیسو

چاندنی صاف ہے بدلی نہ کہین گھر آے
سیر کو نکلے ہو چھوڑے ہوے منھ پر گیسو

مہ و خورشید سے و زہرہ کہون کیا تمکو
دام دل لیے کمان رکھتے ہین اختر گیسو

یکدم سر سے خیال سر گیسو نہ گیا
خواب مین بھی وہ نظر آتے ہین سر پر گیسو

کیا چمک بالون مین اونکے رخ پر نور سے ہے
شب مہتاب نظر آتے ہین جوہر گیسو

ہر رگ سوسن و ریحان سے ہین بڑھکر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

کب کسی سے کہا ہین وہ گیسو کے برابر گیسو
حور و غلمان کو ہوسے کب یہہ میسر گیسو

خضر کیطرح وہین چشمۂ ظلمت نظر آئے
حلقے گیسو کے دکھاتے ہو لب گون پہ
سیتے حسن جوانی جو بھری ہے سر مین
تمکو کہتے ہین پری تو سر مو فرق نہین
رخ کے آئینہ پہ لہراتی ہین ای مخزن حسن
سر جو پائے سے تمھارے یہ بنے دام بلا
اس ادا سے مجھے جنت کا مزا دیتی ہین
شکل گیسو نہوں کیون چاک دل عاشق زار
گوشمالی سے سوا ہوتے ہین موذی موذی
اسے پری سو سے پریشان ہین پشیمان نہین
تمکو خالق نے کیا حسن کا دریا پیدا
کیون نہ دیوانہ بنالین وہ سراسر اپنا
سر کے ساتھ انکی ہے الفت خط تقدیر کیطرح
عکس گیسو ہے صفائی سے عیان عارض پر
دل سنبھلتے ہین جو کھنچے تھے تقریر ہوئی

یاد آئین جو تمھارے لب کوثر گیسو
کیا پلا دینگے مجھے بادۂ احمر گیسو
حلقے حلقے کو بنالا ینگے ساغر گیسو
دونون شانون پہ عجب شان سے ہین پیچ گیسو
ہین مگر بار طلسمات سکندر گیسو
دل جو کرتے ہین بہت کس کے ہین دل بر گیسو
ہو گئے ہونٹھون پر آکے ہین موج لب کوثر گیسو
مشک افشان جراحت ہین برابر گیسو
ہو گئے اور بھی آفت ترے مل کر گیسو
بال و پر صاف ہین شانونپہ لٹک کر گیسو
ہین یہ حسن وہ عارض تو شناور گیسو
بنگئے سلسلۂ موجۂ عنبر گیسو
بنگئے واسطہ حرف مقدر گیسو
رخ کے الماس کو کرتے ہین مشجر گیسو
خوب سو بافتے باندھے گئے کسکر گیسو

دیکھکر آئینہ وہ پوچھتے ہین تجھسے کبھی
سچ بتا دو کہ نئے کیسے ہین جوہر گیسو

جنون تخلص عالیجناب نواب سراج الدولہ علی محمد خان بہادر سردار جنگ خویش نواب شمس الدولہ بہادر مرحوم وزیر اعظم حضرت خلد منزل نصیر الدین حیدر بادشاہ نور اللہ مرقدہ و خلف الرشید نواب محتشم الدولہ باقر علیخان بہادر فتح جنگ مغفور ناظم سابق چکلہ گونڈہ و بہرائچ و محمدی و خیراباد ولد نواب حسین علیخان بہادر مرحوم

صوبہ دار صوبہ کمشنری دہلی بست و شاہجہان پور وغیرہ نواب صاحب ممدوح نہایت ذہین و خلیق اور کلام انکا بہت پاکیزہ ہے ایک دیوان تصنیف فرمایا ہے وہ بھی عنقریب اشاعت ہونے والا ہے چنانچہ یہ غزل اسی کی ہے جسوقت عنایت کشی منشی میان دادخان سیاح یہان تشریف لائے تھے ایک بزم مشاعرہ ہوئی تھی اوسمین حضور ممدوح نے یہ غزل فرمائی اور اوس وقت کے تذکرہ مطبوعہ میں سہوا درج ہونے سے رہ گئی

لایا تھے اٹھا کے کہان تک کمان سے مجھے
کچھ دن تو چین لینے دے اے آسمان مجھے

لے چل خدا کے واسطے اس آسمان سے مجھے
کرتے ہین کچھ زمین نحیف پریشان مجھے

ساقی نے دیکے جام مئے ارغوان مجھے
پیری مین کردیا ہے پھر سے جوان مجھے

قاتل سے کیا کرونگی سوال و جواب مین
دی مثل تیغ تیز خدا نے زبان مجھے

لاؤن کہان سے تاب اقامت مین ناتوان
بس بس موذنون نہ سنا اذان مجھے

اوس باغبان سے چرخ نے ڈالا ہی ساتھ
گلشن مین جو بنانے نہ دی آشیان مجھے

پیر فلک کے فیض سے کیسا نہال ہون
معشوق سبزہ رنگ جو دی نوجوان مجھے

صیاد کیون نہ ہو ہمہ تن گوش مثل گل
بلبل سے بڑھکے دی ہے خدا نے زبان مجھے

چھٹنے کا داب عالم سے کوہ ہون
گردش نہ دیسکیگا کبھی آسمان مجھے

دوڑا رہا ہے کیون دل مشتاق چار سو
یوسف کا اب ملیگا کہان کاروان مجھے

پیری سے گو کیا دو قدر راست ہو گیا
بخشا ہی پیر کرکے نے زور کمان مجھے

ناکہان اسکی جو کہین قاتل کے خوف سے
چاہے نہ چھوڑ کرکے کہین نیم جان مجھے

اوسکو زبان دراز بنایا برنگ شمع
پروانے کی طرح سے کیا بے زبان مجھے

کشتی عمر کی تباہ ہے دریائے عشق مین
فضل خدا کا چاہیے ہے بادبان مجھے

رونے لگا ہون دیکھکے ابر بہار کو
یاد آگئی وہ شفقت پیر مغان مجھے

سمجھا ہون مثل نقش قدم کوئے یار مین
دیکھون بھلا اوٹھائے تو کیا آسمان مجھے

ہین یاد مجکو اپنی ہزارون حکایتین
اے بلبلو سکھاؤ نہ تم داستان مجھے

سوز درون نے سخت ہی ہاے خجل کیا
کھاتا ہے دیکھون کھا کے کیا استخوان مجھے

حال اپنے دلکا مجھسے چھپاتے ہین وہ عبث
کھل جائین گے وصال مین راز نہان مجھے

صیاد سے سوال رہائی کا کیا کرون
ڈر ہے کہین وہ چھوڑ نہ دے گالیان مجھے

آسان ہو سکا نہ منزل ہستی مین اے فلک
راہ عدم کی جھیلنی ہین سختیان مجھے

کانٹا سمجھکے دور نہ کر اس نحیف کو
کرنے دے سیر باغ کی اے باغبان مجھے

بیوجہ پیستے جو ہین مانند آسیا
دانا اگر سمجھتے ہین کیہ آسمان مجھے

وحشت جو لیچلی ہے بیابان سے کوہ پر
دکھلائینگے کیہ پست و بلند جہان مجھے

بس بس خدا کے واسطے چپ بلبلو رہو
اپنی نہ بھول جائے کہین داستان مجھے

کعبہ ہو بتکدہ ہو کہ ہو یار کی گلی
بیٹھون گا جاکے جہان ملے گا جہان مجھے

آنکھون پہ رکھی ہے جسون کی زبان پر
پہونچاے کربلا مین خدا اے جہان مجھے

غزل طرح حال

کچھ چڑھے ہین بہت آپکے سر پر گیسو
ہین سمجھتا ہون کہ ہو جائینگے [illegible] گیسو

وصل کی شب جو دہراتے ہو دکھا کر گیسو
کیا اگل لینگے مجھے صورت اژدر گیسو

تم سکھاتے تو ہوا مین ہو نہا کر گیسو
نکہت دفتر عالم کہین [illegible]

ناخن فکر سے کھلتا نہین عقدہ اسکا
کیون سلجھتے نہین ہے وہ [illegible]

چار سو حسن کا عالم مین اڑا ہے شہرا
اوس پری رو کے لیے بنگئے کیا پر گیسو

بارھوان سال ہے کیہ نام خدا منت کا
اب وہ اژدر ہوا چاہین گے [illegible]

کچھ نہ سمجھا تھا بناتے ہی بگڑ جائین گے
کیا پریشان ہین ہوا یار کے چہرے [illegible]

مونھہ پہ رکھدیتا ہون مونھہ دلکی جو بیتابی سے
عرق شرم سے ہو جاتے ہین [illegible]

ہیں یہہ سمجھا کہ سکندر کی ہی یہہ چین جبین
جب نظر آے وہ آئینہ کے اندر گیسو

رخ پہ آسے نہیں ہوجہ ہوا ہے اوڑ کر
مجھکو یہ یاد کرینگے یہہ مقرر گیسو

حلقے انکے ہین کہ دریا ہے محبت کی بھور
ابرو ہین نا تری موجونسے ہین بہتر گیسو

دیکے چھینٹا ہو جسے انہین گرفتار وہ ہو
مجھسے فرماتے ہین یون اپنے دکھاکر گیسو

گل سے خوشبو گل رخسار ہے غنچے سے دہن
ہین کہین سنبل و ریحان سے معطر گیسو

نہین ہے جو جہری جان یہہ اولجھن دل کی
تیرے ہے تمنے سلجھوا ہے مقرر گیسو

بت نہ اندھیر کرے سے گھر مین خدا اسکے برپا
سجدے نہین نہ یہہ کھولا کرین جاکر گیسو

مہر تابان کے مقابل وہ رخ روشن ہے
کیون نہ پھر تار شعاعی کے ہون ہمسر گیسو

انکی الفت نے مجھے روز سیہ دکھلایا
شب دیجور سے بھی ہین کہین بڑھ کر گیسو

ہے خطا مشک ختن سے اونہین نسبت بھی
ہین کہین عنبر سارا سے معطر گیسو

سول یہہ جیسے کرن لڑائی تجھسے
درد سر کون خریدے ترے چھوکر گیسو

اپنے حلقوں مین بہت رکھتے ہین عشاق کے دل
کہین ہین جا ہین نہ دو دو دل مضطر گیسو

ذرے افشاں کی ستارونکی طرح جب چمکے
آسمان سے نظر آئے مجھے ہمسر گیسو

الفلک انکو کہین سمجھے نہ کیا سیدھا
کسی عاشق کے ہین شاید کہ مقدر گیسو

یہان بناؤن انہین اوٹھ جاتین پریشان کہہ
رخ پہ بیٹھے ہین جو یہہ دعوی رسا کر گیسو

خانہ برباد سے عاشق تو ہے اک کھیل انہین
ہین غضب آپکے ان روزون ہوا سیر گیسو

اژدہا حضرت موسے کا عصا بنتا تھا
ہوگئے معجزہ حسن سے اژدر گیسو

خوف نہانی مجھکا غضب انکو پڑا ہے لپکا
کبھی آتے نہین آئینہ کے باہر گیسو

تلقین بھی سورۂ والیل نہ نازل ہوتا
مصحف رخ پہ نہ رکھتے جو پیمبر گیسو

جسکی آتی ہے قضا انہین جنون کھینچتا ہے
کم نہیں دام اجل سے وہ ستمگر گیسو

جاہ تخلص راجہ جنگ بہادر خانصاحب بہادر راجہ نان پارہ شاگرد رشید غلام حسین خان
وحید مجیب غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال مطبع فرمائی تھی

چھو سکے خاک بھلا عاشق مضطر گیسو
دیکھنے بھی نہیں دیتا وہ ستمگر گیسو

تجھسا دنیا میں صنم کوئی نہیں اور حسین
عرش پر تو ہے دماغ اور زمین پر گیسو

تیرے دشمن کے لیئے سحر جانیں یارب
مار خونخوار کے ہیں جانیں وہ ہمسر گیسو

وصل میں ہوگا ہمارا ابھی تر و تازہ دماغ
کھولدیگا جو وہ بت اپنے معطر گیسو

نہیں سمجھا کچھ مرے ذہن میں گذرا اے جاہ
دام میں لائیں گے اکدن وہ مقرر گیسو

جاہ تخلص سید محمد حسین ابن سید غلام حسین رسال ساکن لکھنؤ شاگرد منشی احمد حسین
صاحب متخلص بقمر ایک فسانہ میر صاحب ممدوح مصنف ہے طلسم فصاحت یادگار ہے

لب شیریں پہ نہیں آئے ہیں اڑ کر گیسو
چشمۂ خضر پہ ہیں آئے سکندر گیسو

رفتہ رفتہ ترے پہونچے ہیں کمر پر گیسو
جادۂ راہ عدم ہیں یہ مقرر گیسو

تیغ ابرو سے لڑا کرتے ہیں اکثر گیسو
عرصۂ حسن میں ہیں مرد دلاور گیسو

عرق آلودہ نہیں ہیں ترے دلبر گیسو
روتے ہیں میری پریشانی پہ اکثر گیسو

قد موزوں ہیں اگر غیرت طوبیٰ ای سرو
سنبل باغ جنان سے بھی ہیں بہتر گیسو

روئے تابان ہے ترا یا شب امید کی صبح
میرے طالع کی رسائی سے ہیں بڑھکر گیسو

آپ کوٹھے پہ جو سر کھول کے سوتے ہیں کبھی
رات بھر دیکھتے ہیں دیدۂ اختر گیسو

چوم لوں مصحف رخ اسے بت بیدین تیرا
رخ انور سے اوٹھا [illegible] گیسو

کم سنی کا ہے سبب مجھسے جو کرتے ہیں حجاب
منہ چھپا لیتے ہیں وہ کھولکے اکثر گیسو

مجھسے دیوانے کے مرنے کی سنی جبکہ خبر
ہیں پریشان سراسیمہ و مضطر گیسو

اب بھی ہوتا نہیں موقوف حجاب اے جاہ
کیوں شب وصل میں [illegible] گیسو

پیش ازین بھی تھے بہت لیکن ز زلفون میں کبھی
دل سودا زدہ تھا ہے گرفتار اسی میں

پیچ سے کھینچے ہیں مری آہ کے نکیسر گیسو
نہ لگے حلقۂ زنجیر سے دراسر گیسو

کیون شب وصل نہ اسے حامد معطر ہو دماغ
رات بھر سونگھتا ہون اونکے معنبر گیسو

ردیف ح

حامد تخلص جناب نواب حامد حسین صاحب بہادر خلف نواب اشرف الدولہ بہادر مرحوم ابن نواب امین الدولہ بہادر رئیس ہیں رئیس ابن شعر و سخن کے فن میں اوستاد بے مثل واسطے آرائش طبیعت ... مشق کی فی الحال منصب تحصیلداری احاطہ ملک اودھ کو زینت بخشے ہین

آتشین رخ پہ پسینے سے ہوا تر گیسو
پر ماہی ہے جو تھا بال سمندر گیسو

راہ بتلاتے ہیں کسی اور کو جا کر گیسو
ہو گئے کب سے بھلا خضر پیمبر گیسو

دیکھیو چھینتا دیگے ایمان کا یہ کافر گیسو
طاس حسن میں دونون ہیں یہ شمشیر گیسو

ہر سر مو نہ یہ شیدا ترے کر اے دلبر گیسو
اسی لئے رخ سے سرکتا نہیں دم بھر گیسو

بحث کیا اس میں ہے اچھی ہے کہ اژدر گیسو
ملک الموت ہے ہر طرح ترا اے گیسو

رخ پہ آتے ہیں کبھی جھک کے کمر پر گیسو
آپ سے اب تو ہوسے جاتی ہیں باہر گیسو

خوب آگاہ ہو نہیں کیا ہے جو تھا زنشین
مجھ کو لکھتا ہے ترے کانون جھک کر گیسو

گل نئے ہے جو علاج دل شیدا اے فطرا
سونگھ لو تم کسی گلرو کا معطر گیسو

سوگ رکھا ہے پریشان کیے ماتم میں مہر
تاف میں ہو ہونے ز مہرہ نے فلک پر گیسو

بحر خوبی میں اگر آپ تو لکھتا ہے بجا
کشتی حسن کے دونون ہیں یہ لنگر گیسو

سر چڑھا نے ہر شیشہ انکو بنایا سو دیکھا
ارکے سے ایک ہوا بڑھ کے ستمگر گیسو

داغ وحشت میں بٹھائے ہیں دل عاشق کو
آتشین رخ سے ترے یار لپٹکر گیسو

دیکھ کر کاہکشان حال کہون کیا دل کا / یاد آیا کیئے اوس ماہ کے شب بھر گیسو

سانپ کو خواب مین دیکھا ہو یہی ہے تعبیر / ہاتھ آسکے گا کسی روز مقرر گیسو

ہے جو چوٹی مین مرے آئینۂ دل کی جگہ / واہ کیا رکھتے ہین اقبال سکندر گیسو

ناز جتنا وہ کرین حسن پہ اپنے ہے بجا / کسی مہرو کے نہین اونکے برابر گیسو

مسکن مار رہا کعبہ یہ خبر جھوٹھ نہین / کعبہ ابرو ہے ترا صورت اژدر گیسو

مانگ سے شق قمر یار دکھاتا ہے ہمین / ہے مگر صاحب اعجاز پیمبر گیسو

سامنے اوسکے نہ کیون عقل کا بجھ جائے چراغ / اے پری رو ترا افعی ہے مقرر گیسو

خوب واقف ہون ترے حسن کی کیفیت کا / یہ خط و خال جو مشتق مین تو مصدر گیسو

حاجت فرش نہین آؤ ہم آغوش تو ہو / بچھ کے ہو جائین گے خود خاک پہ بستر گیسو

پیچ ہی پیچ نظر آتے ہین اسمین تو مجھے / تیرہ بختو نکا ہے شاید کہ مقدر گیسو

ناز و انداز و ادا ایکطرف اسے جانان
مار ڈالا مجھے قاتل نے دکھا کر گیسو

حزین تخلص شیخ علی حزین صاحب رئیس شہر فیض آباد شاگرد جناب تہور الدولہ
منشی مظفر علیخان صاحب اسیر مدظلہ

بڑھتا جاتا ہے جو ہر روز ترا یہ گیسو / ہے یہ مطلب کہ قدمبوس ہون جھک کر گیسو

دیکھو اتنا بھی نہ اترا و بنا کر گیسو / طائر حسن کے اوڑنے کو ہین شہپر گیسو

دیکھتا ہے جو مرا دل تو یہ کرتا ہے خیال / ایکدن ناز سے ڈالینگا مجھے ڈس کر گیسو

بار سے اسکے لچک جائیگی نازک ہے بہت / آپ لٹکاتے ہین کمر کے نہ برابر گیسو

ابر مین برق چمکتی نظر آتی مجھکو / رخ پہ بکھرا دیے اوس گل نے جو ہنسکر گیسو

ہے یہ تعبیر نہ ہوگی شب فرقت کی سحر / خواب مین مجھکو نظر آتے ہین اکثر گیسو

طائر دلکو یہ پھندے مین پھنسا لیتے ہین / ہین بلا کے ترے اے شوخ فسونگر گیسو

جانبری انکی محبت مین ہے آخر کو محال
پھانسی دین گے مجھے اکر وہ معنبر گیسو

بال آئینگے نظر آئینۂ رخ مین ترے
چہرۂ صاف پہ بکھرا نہ ستمگر گیسو

روح کو ہوتی ہے تفریح پہونچتی ہے جو بو
کسقدر اوس گل تر کے ہین معطر گیسو

پاس تیر نظر انکی ہے نہ تیغ ابرو
قتل پھر تیری طرح کرتے ہین کیونکر گیسو

ہوش مین آئے ابھی عاشق مجروح ترا
غش مین لو اپنا سنگھا دے جو معطر گیسو

رخ رنگین کے جو حلقون مین بل کرتے ہین
ہوگئے حسن کی دولت سے تو انگر گیسو

دست قاتل جو رکے نکلے تمنا دل کی
خوب جی بھرکے مین دیکھون تہ خنجر گیسو

دیکھتے کس پہ بلا کسپہ وہ آفت لاتین
آئینہ دیکھتے ہین اپنے بنا کر گیسو

موت آئی ہے مری غش نہین آیا ہو مجھے
مجھے سنگھاتے ہین کیسے آپ معنبر گیسو

کرکے آزاد مجھے پہونچائینگے کب ملک عدم
ہونگے کس روز الٰہی مرے رہبر گیسو

باغ مین ابر وہ ہوا اندھیار نظر آجاتے
تو جو چھوڑے رخ رنگین پہ سراسر گیسو

ہمسری مہر کرے تجھسے تو کیا نسبت ہے
اوسکو ممکن ہین کہین ایسے معطر گیسو

رشک کیا کیا دل صد چاک کو ہوتا ہے یہان
شانہ سلجھاتا ہے تیرے جو سراسر گیسو

اور کچھ وہ نہ سزا مجھکو لگا دو دے
ہون گنہگار فقط آپ کے چھوکر گیسو

آخری وقت مین جی بھرکے نظارا کرلون
آپ سرکائے رخسار سے دم بھر گیسو

در بدر پھیرنے کی ایذا کبھی پھینی زنجیر
کسقدر کرتے ہین احسان مرے سر پر گیسو

لاکھ طوفان ہو آئین تو نہین خوف دل
واسطے حسن کی کشتی کے ہین لنگر گیسو

خواب مین بھی نہین آتے تو نہ آئین کیا غم
جائینگے چشم تصور سے وہ کیونکر گیسو

نہین کرتا کبھی خوشبو کو دماغ اپنا پسند
جب سے سونگھے ہین ترے سینے معطر گیسو

قطرے پانی کے ٹپکتے نہین بالون سے ترے
قتل غیبان کے بھی برساتے ہین گوہر گیسو

دوش پر اونکے عصا دیکھکے مین فتح ہوا
ہوگئے کیسے مرے قتل کو خنجر گیسو

خوب سوجھی ہے مجھے عالم وحشت میں مثال
ہے پری چہرہ پہ نور تو ہیں پر گیسو

باغ میں آئے گا جس دن انہیں کشتی کا خیال
پیچ سے شکن کے سنبل کو دکھا کر گیسو

سانپ لہراتے نظر آنے لگے مجھکو تہ میں
کھولے اوس گل نے جو پانی میں اوتر کر گیسو

محجوب تخلص عسکری بیگم ملا محمد زمان اصفہانی روضہ خوان کی پوتی مولد و مسکن لکھنؤ ہے شاگرد حکیم محمد علیخان مسیحا کی ہے عرصہ تک بزم مشاعرہ خوش اسلوبی طرز آرائے سخن سے کرتی رہی بسکہ عاشق مزاج عورت تھی ایک شریف خاندان سے ازدواج کر لیا غنیمت ہے

قدرت صانع عالم کے ہیں مظہر گیسو
ملتے پائے ہیں محجوب جو پری پیکر گیسو

ہاتھ آ جائیں کسی کے ترے کیونکر گیسو
سنبل باغ جناں سے بھی ہیں بہتر گیسو

طائر حسن خدا داد کے ہیں پر گیسو
شام نظارۂ خوباں ہیں مقرر گیسو

صورت نخلۂ تسکین دل زار ہوئی
درد سر کھو دیا ایسے ہیں معطر گیسو

سب عیاں ہیں مری جان کے لینے والے
ہوں میں بچھو میں تو ہیں صورت اژدر گیسو

آپ کے روئے رعایت پہ جو بل کرتے ہیں
صاف تو یہ ہے کہ ہیں ہمسے مکدر گیسو

رات کو آئیں گے ہم صاف سمجھا ہو یہی
وعدۂ وصل کیا اوسنے دکھا کر گیسو

دیکھیے کوئی نہ عاشق پہ بلا نازل ہو
بڑھ چلے ابروے پر خم سے نکلکر گیسو

آنکھ بادام ہے عناب لب رنگیں ہیں
زلف ہے مشک ختن غیرت عنبر گیسو

وضع محبوب سے اچھا نجہاں خوب نہیں
آج دیکھے ترے بکھرے ہوئے اکثر گیسو

سب کے محبوب ہیں منظور نظر سب کے ہیں
لیلۃ القدر ہوئے اونکے سراسر گیسو

سر سے ٹلجائے بلا سے شب تاریک فراق
رخ روشن کو دکھاؤ جو ہٹا کر گیسو

سلسلہ ہستی عاشق کا ہے اس سے قائم
ہے حقیقت میں رگ جاں کے برابر گیسو

ظلمت کفر مٹانے کے لیے بہر دعا
ہاں ذرا کھولیے الشافع محشر گیسو

ہے غزل ایسی جو پڑھنے کے لیے تم بھی حجاب
دیکھیں تا اہل سخن بند کیے کیونکر گیسو

حضور تخلص اچھے مرزا صاحب شاگرد جناب منشی مظفر علیخاں صاحب بہادر اسیر مولد و مسکن لکھنؤ

پیچ دکھلائیں گے مجھکو وہ ستمگر گیسو
لائیں گے طرفہ بلائیں مرے سر پر گیسو

بل کی لینے لگے عاشق سے سراسر گیسو
ٹھنڈی آہوں سے ہوے اور بھی پر گیسو

چشم صد داغ سے مشتاق نظارہ ہے یہ دل
حلقہ حلقہ ہیں اگر اونکے معنبر گیسو

جوہر تیغ ہیں ابرو ہیں جو اوس قاتل کے
واقعی نیزۂ خطی کے ہیں ہمسر گیسو

درج اخبار ہوا حال پریشانوں کا
چڑھ گئے مشق جفا میں سر دفتر گیسو

کچھ سواد شب ظلمت کا پتا ملتا ہے
کیوں نہ مشتاقوں کی آنکھوں میں کریں گھر گیسو

دلکو زخمی کیے دیتا ہے نظارہ اونکا
برچھیاں کیسے کہ نشتر ہیں کہ خنجر گیسو

کیجیے قطع برا ہے نہیں اچھا یہ طریق
دیکھیے حد سے بڑھے جاتے ہیں خود سر گیسو

جوش سودا میں نہیں یاد یہ گردی مجھے
شہر سے دشت جنوں کے ہوے رہبر گیسو

وصل کی رات ہے مشتاق سے کیسا یہ حجاب
منھ دکھادو مجھے چہرے سے ہٹا کر گیسو

سحر الفت میں گرفتار ہو چھوٹے نہ حضور
ساحری دیکھ لے اوسکے جو فسونگر گیسو

حکیم تخلص جناب عزت الدولہ بہار الملک سید غضنفر علیخاں صاحب بہادر صولت جنگ ابن اکبر و شاگرد جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علیخاں صاحب بہادر اسیر

رخ سے گیسو سے سوا اژدہے سے بڑھکر گیسو
چہرہ ہے نور خدا ہوے سیہ سر گیسو

مہر رخ سے ہیں قریں اوسکے معنبر گیسو
ایسی قربت پہ نہ تاریک ہوں کیونکر گیسو

مطلع تازہ ہے دیکھیں تو سخنور گیسو
دیکھیے مصرع ہیں کہ دونوں ہیں برابر گیسو

کیون نہ بکھرے پہ رہین اوسکے معطر گیسو
آفتاب اونکو دکھاتے ہین جو ہون تر گیسو

فائدہ کیا جو درازی کی دعا دے عاشق
خضر و الیاس کی ہے عمر ترا ہر گیسو

ہین پریشان تری جمعیت خاطر پہ نثار
عبث ہے اوس بت کے لئے الجھے ہے داور گیسو

روز وصلت کو ہے گھیرے ہوے یون شام فراق
جسطرح یار کے گرد رخ انور گیسو

اسقدر عذر ہے کافی کہ پریشان ہے کمال
نقد دل کو نہ چرائے کہو کیونکر گیسو

بدگمانی کے یہ معنے ہین کرے مجھپہ عتاب
بوسہ زن اوڑ کے ہوا سے ہون جو رخ پر گیسو

کس بلا کی تھی درازی جو یہ ہوتے پیش نظر
خیر گذری کہ ہے گیسو کے برابر گیسو

تو سمجھے دل صدچاک عوض شانون کے
سلجھے کچھ اپنی گرہ سے بھی تو کھولو گر گیسو

خاک مجنون نے بیابان مین اوڑا رکھی ہے
کہدو لیلیٰ سے چھپائے تہ چادر گیسو

تار گیسو سے سیون زخم جگر کو کیونکر
گرہ در گرہ اوسکے ہین سراسر گیسو

دام مین آتی ہے جو شئے وہ ہی صیاد کا مال
دیکھا آنکھونکو ترے دل مرا لیکر گیسو

ہے مرے دود جگر مین بھی وہی رنگ ای شوخ
اور رکھتا نہین شہپر خاب کا کچھ پر گیسو

آئینۂ دل ہو مرا اسپہ ہو شانہ دل غیر
کیا کہون خیر بنائے بت خودسر گیسو

نہین جلتا ہے کہین سامنے کالے کے چراغ
جائے حیرت ہے قریب رخ انور گیسو

یارب اتنی تو رسائی ہو کہ غیرونکی طرح
مجھسے بھی داد طلب ہون دو پنا گر گیسو

عفو پیری مین اگر رنگ جوانی چاہے
ترکرے نامۂ عصیان مرا دھو کر گیسو

صفت مو ہون سیہ تار شعاعی پیدا
اک نظر اوسکے جو دیکھے شہ خاور گیسو

ہون وہ دیوانہ کہ ماتم ہے مرا پر یونہین
نالہ کش صورت زنجیر ہین یکسر گیسو

رخ پہ گل کرتا ہے حلقونسے یہ کیونکر پیدا
صورت شاخ شکستہ ہے ترا ہر گیسو

اوڑ چلے یار نہ کسطرح ترا طائر حسن
دونو جانب پے پرواز ہین شہپر گیسو

ہے یہی نازنگہ اہل تماشا کا ہجوم
ہین کہیں اور بھی گیسو کے برابر گیسو

بوسۂ عارض گلرنگ کا اللہ رے شوق
سو دہن رکھتا ہے حلقوں سے برابر گیسو

سایۂ خورشید سے ہٹ جاتا ہوا ای مہ جمال
ہے عجب سایہ میں خورشید کو دے گر گیسو

کتنے کافر ہیں ہوئی وجہ گرفتاری دل
درمیاں مصحف رخسار کو دیکر گیسو

کس گنہگار کی کرتے ہیں شفاعت تجھسے
پاؤں پڑتے ہیں جو اسے ترک ستمگر گیسو

وہ ہوئے عشق میں صادق ہوں مجھے ہاتھ آئے
ہے یقیں صورت زنجیر لٹک کر گیسو

کیا تماشا ہے کہ اک ماہ ہے دو راتوں میں
پیچ میں رخ ہے تو گرد رخ انور گیسو

گلشن رخ میں یہ دیکھا ہے نرالا سنبل
کہ ہر اک حلقے میں رکھتا ہے گل تر گیسو

رشک آئینہ کو کسطرح نہ ہو دیکھ کے مانگ
راہ و شانے سے کریں جب وہ معنبر گیسو

پھنس گیا جاکے جو وہ دل میں کبھی پھر نہ پھرا
ہے کوئی تازہ طلسم اوسکا مقرر گیسو

ہیں جبیں صفت کیوں نہ پریشان ہو دل
ہوں پریشان جو ہوا سے وہ معنبر گیسو

اپنی الفت میں گرفتار ہو آپ ہی شوخ
پاؤں تک آکے جو زنجیر بنا ہے گیسو

گو سیہ کار ہوں سر حلقۂ اسلام ہوں میں
کیا نہ رکھتے تھے سیہ سر بسر گیسو

سر منڈائے ہوئے پھرتے نہیں تنہا مہ و مہر
کس کو کسکو نہ بنائیں گے قلندر گیسو

راکب دوش نبی کیوں نہ ہو ممتاز حکیم
ہاتھ میں جاے عنان دیں جو پیمبر گیسو

حبیب تخلص مرزا محمد صاحب ابن مولوی یوسف علی شاگرد جناب فیضمآب مرزا دبیر صاحب سلمہ اللہ تعالی کے ہیں مولد و مسکن لکھنؤ شاعری کا شوق بہت رکھتے ہیں اکثر مرثیہ و سلام وغیرہ انکے تصنیفات سے ہیں

ہے سبب غنچہ نہیں شوخ کے ابتر گیسو
تازہ آفت کوئی لائیں گے مقرر گیسو

دیکھا ہے تو دیکھ نرگس طرف زلف صنم
سنبل باغ جنانسے بھی ہیں بہتر گیسو

کاکل عارض پر نور سے دل الجھتا ہے
میرے آئینہ سے کرنا نہ تجھے باہر گیسو

آرہی ہے رُخ گلرو سے مہک پھولون کی
عطر سے اوسنے لیے ہین جو معطر گیسو

مُشک تاتار کے نافہ ہوئے ہوش ہرن
دیکھ کر دوش پہ جو ہین وہ معنبر گیسو

زلف ہے چار پہر ماہ کے آئینہ مین
گرد مہتاب کے رہتے ہین جو شب بھر گیسو

قید زنجیر مین رکھتا ہے وہ مہرو مجھکو
رات دن چھوڑ کے خورشید و قمر پہ گیسو

زلف مین صاف نظر آتے ہین تارے دنکو
یار جو گوندھتا ہے موتیون مین سر گیسو

باندھ کر خط کا ٹکٹ سر پہ گیا ہے قاصد
اب نہ اولجھین گے کبھی یار کے سر پہ گیسو

زلف کی چھائی گھٹا موتیو نکا منھ برسا
قطرے ٹپکے جو پسینے سے ہوئے تر گیسو

اے حبیب اب نہ روان ہو گی طبیعت تیری
کشتیِ بحر تفکر کے ہین لنگر گیسو

حامد تخلص منشی مرزا آغا جان صاحب شاگرد خواجہ حیدر علی آتش متوطن شہر لکھنو اکثر تصانیف انکے یادگار ہین ذہن رسا طبیعت عالی رکھتے ہین شعر اچھا فرماتے ہین عرصہ دراز سے اس مطبع سے تعلق رکھتے ہین نسخ اور نستعلیق مین خوشنویس بے مثل ہین

وہ جو بگڑے ہین تو بگڑے ہین سراسر گیسو
گوڑے تانے ہوئے ہین آج تو مجھپر گیسو

ناز سے کھتا ہے دکھلا کے وہ دلبر گیسو
مار ڈالین گے تجھے پیچ مین لا کر گیسو

رات بھر رہتی ہے اس وجہ سے الجھن دلکو
یاد آجاتے ہین اوس ماہ کے اکثر گیسو

صبحتک مینے عجب خواب پریشان دیکھے
شام سے یاد وہ آیا کیے شب بھر گیسو

ہتھکڑی ہاتھ مین اس جرم پہ پہنائی ہے
مین گنہگار ہوا یار کے چھو کر گیسو

یاد کاکل مین سر شام سے غش ہے مجھکو
ہوش آئے جو سنگھائے وہ معطر گیسو

دھیان آیا ہے کہو کس کی پریشانی کا
آج بکھرے ہین جو اے رشک صنوبر گیسو

خفقان دلکا مٹا اور وہ سودا نہ رہا
پی لیے مینے جو اوس شوخ کے دھو کر گیسو

کسکے پہلو مین کہو رات رہے تھے صاحب
چولی مسکی ہوئی ہے اور ہین ابتر گیسو

میری آنکھوں کے تلے ایک اندھیرا چھایا	وصل میں بکھرے جو اوس ماہ کے رخ پر گیسو
سنبل تر پہ پڑی اوس چمن میں کیا کیا	آج اوس گل نے نہا کے جو نہا کر گیسو
تیغ میں یاد جو آئے تو بچی جان مری	کشتئہ سوز روان کے ہوئے لنگر گیسو
آج گلزار سے کیوں مشک کی بو آتی ہے	کھولے گلگشت میں کس گل نے معطر گیسو
ہم بھی سنتے ہیں کہ ظلمات میں ہے آب بقا	یار کے رخ پہ ہٹا دے کبھی بکھرے گیسو

اے صنم دور سے لیتا ہے بلائیں حامد
چوم لینے دے اسے پھیر کے گیسو

ردیف ر

رعد تخلص مولوی محمد رحمت اللہ صاحب اور کچھ حال معلوم نہوا

ہوتے نصرانی جو ہیں دیکھ کے ششدر گیسو	کیا چلیپا ہیں ترے اے بت کافر گیسو
جب بکھر کر کبھی آئے ترے رخ پر گیسو	ہو گئے صاف ہیں زیب مہ انور گیسو
جوش میں آئے گا جس روز ترا بحر شباب	کشتئہ عمر کے بن جائیں گے لنگر گیسو
بارش چشم مری دیکھ کے رخ پر اوس کے	اور بن جاتا ہے اک ابر کی چادر گیسو
کیوں نہ سودے لیے سر بختونکی آرائش ہو	جب عروس رخ جاناں کے ہیں زیور گیسو
انکی کیونکر میں شب تار سے نسبت لکھوں	روشنی بخت سیہ کے ہیں مقرر گیسو
اور بڑھے گا ترا حسن اور بھی آمد شباب	طائر خوبی کے بن جائیں گے شہپر گیسو
ہاتھ عنقا کیطرح آئی نہ دلبر کی کمر	گرچہ پھیلا یا کیے جال مکرر گیسو
فرق و پیشانی جاناں کو ہے زینت تجھسے	واہ کیا خوب ملا تجھکو مقدر گیسو
کشمکش ہو یہی ہر شخص سیہ دلکو نصیب	بند ہے جسطرح ترے جو رہیں الجھکر گیسو
ترے رخسار کو ہے شوکت شاہی حاصل	زیر پا تخت خط سبز ہے افسر گیسو
جوش طوفان یم حسن تو وہ آفت ہے	جسمیں آتے ہیں نظر موج سمندر گیسو

زور دکھینگے تری طبع رسا کا ہم رعد
بل پہ آجائینگے جسپر وہ سنبھلکر گیسو

ریحان تخلص منشی دیا کرشن صاحب ولد گنگا بشن صاحب قوم کایستھ سکسینہ وطن قدیم شاہ آباد حال وارد لکھنؤ شاگرد لالہ موجی رام صاحب موجی تخلص شاگرد حضرت میان مصحفی عہد شاہی مین راجہ الفت رائے بہادر بخشی الملک کی دیوانی کا سررشتہ باختیار رہا اب ٹیدرٹ شیودین صاحب وکیل عدالت کیہان منصرمی کا سررشتہ ہے

لٹکے کیا کیجیے گا او رہبر ٹاکر گیسو
داخل وضع ہین کانون کے برابر گیسو

دم الجھتا ہے پریشان ہوا جاتا ہون
کھولدو پھر خدا ابھر بھیر گیسو

باندھیے دیجیے تعزیر خطا وار ہین یہہ
ظلم عشاق پہ کرتے ہین سراسر گیسو

شوق بھی بال بنانے کا نہین ہے تجکو
خود بخود ہوگئے پرخم ترے کیونکر گیسو

تیری ٹوپی مین ضرور آئے گا دھبا اکثر
ہوگئے روغن خوشبو سے بہت تر گیسو

ایک عاشق کا ہے دل سات ہین خوبان اسکے
خال خط چشم دہن لب رخ انور گیسو

طول اتنا بھی لگا ہون سے نہین گذرا ہے
پاؤن تک سر سے چھپائے ہین بدن بھر گیسو

اتنا اورون کو بھی تاکا ہے خدا خیر کرے
دل مرا لیکے ہوئے خوب دلاور گیسو

دیکھیے کیون نہ ڈرے یار دم آرایش
سانپ بن جاتے ہین آئینے کے اندر گیسو

شانہ کرنے مین الجھنے سے ملا کیا تمکو
ہین پریشان ہوا ہوگئے ابتر گیسو

کج ادائی سے ابھی ہیش نہ آئین کہدو
پہلے ریحان کی طبیعت مین کرین گھر گیسو

رعد تخلص محمد عابد صاحب مدرس دوم مدرسہ حمید رگڈہ شاگرد غلام حسنین صاحب قدر بلگرامی مولد و مسکن انکا بلگرام ہے یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

ماہ رخ ہے تو ہین ہالے کے برابر گیسو
سورۂ نور پہ ٹاکرتے ہین او سیر گیسو

مجھکو معلوم یہہ ہوتے ہین ستمگر گیسو
کاٹ کرتے ہین یہہ خنجر کے برابر گیسو

جب ہوا چلتی ہے یہہ اوڑکے چھپا لیتی ہین
گرد سے روکنے کو آتے ہین منھہ پر گیسو

جسکا دل چاہین پھنسالین وہ نہین فن سے یاد
جانتے سارے زمانے کے ہین منتر گیسو

بار بار آتے ہین چہرے کو چھپانے کے لیے
ایسے دیکھے نہین ہمنے کہین خودسر گیسو

رخ کی تعریف مین اک بیت کہا کرتے ہین
مجھکو معلوم یہہ ہوتے ہین سخنور گیسو

کالے آتے جو زلفونکی لہر کو دیکھین
بل نکلجاہین اوٹھاہین جو کہین سر گیسو

جو یہی حال رہا انکے اوچکنے ہین کا
دل کو لیجاہین گے یہہ صاف اوڑاکر گیسو

روز و شب ایک جگہ جسنے نہ دیکھے ہون کبھی
دیکھ لے جاکے وہ اب رخ کے برابر گیسو

مدتون سے ہے ترے دید کے طالب ہین اڑے
ہین در حسن کے یہہ دو تو قلندر گیسو

پابزنجیر ہوا جسنے پھنسایا دل کو
اپنے عاشق کو پہناتے ہین یہہ زیور گیسو

صحبت یار مین تعظیم و ادب سیکھ گئے
سر سے کھلتے ہین تو گرتے ہین قدم پر گیسو

رعد کسطرح تڑپدار نہ مضمون لکھین
مجھکو تڑپاتے ہین جسطرح یہہ اوڑکر گیسو

ریاض تخلص منشی ریاض احمد صاحب متوطن خیرآباد یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

نہین رکھتے ہین لگے بال برابر گیسو
بنگئے آئینۂ حور کے جوہر گیسو

تھی جو اپنے دل گم گشتہ کی حسرت باقی
دیکھتے پاس سے تھی ہم تہ خنجر گیسو

لوٹتے سانپ ہین دلپر ہے کیسے قاتل
ہم بغل شانہ سے دیکھے ہین جو اکثر گیسو

برق کو ابر سیہ مین جو تڑپتے دیکھا
ناز سے کھولدیے اوسنے بھی ہنسکر گیسو

شوق دیسے وہ کرین ہر دمک چشم سپید
دیکھ پائین جو کبھی دیدۂ اختر گیسو

سر چڑھاتے ہے ترے خوف یہی ہے مجھکو
آستین کا نہ بنین سانپ ستمگر گیسو

حسرت دیدہ و دل اشک تمنا ٹھہرے
آرزو ہے کہ کرین خواہش گوہر گیسو

کیا قیامت ہین رہائی کے توقع سے کیجے
ہین طلسم نظر فتنۂ محشر گیسو

نہ رہی کوئی دل وحشی کی خواہش باقی
بنگئے خنجر بیداد کے جوہر گیسو

ہے یہہ مطلب شب ہجر انکی مصیبت کھینچین
دل دکھا دیتے ہین وہ روز دکھا کر گیسو

وحشت آباد سے زندان ستم کا غم ہے
ماتم دل ہین سیہ پوش ہین یکسر گیسو

دیکھین اب سر کشیے جور دکھاے کیا رنگ
سبزۂ خط جو زمرد ہے تو اژدر گیسو

گر کبھی میری سیہ بختی کا سایہ پڑجاے
موجۂ باد صبا ہو رخ گل پر گیسو

کچھہ تو ہو اس دل وحشی کو افاقہ غش سے
پھر سنگھا دے تو ذرا بھیجکر عنبر گیسو

آجتک عارض زلیخا سے ہے خواب یوسف
کھلگئے تھے کبھی اوسکے سر بستر گیسو

اے جنون ضعف مین کچھہ کشمکش ہجر نہو
دے رہے ہین دل پر درد مین نشتر گیسو

آتش شوق سے ٹھہری ہے یہہ فصد باہم
دل سمندر ہے تو ہین موج سمندر گیسو

کیا اونھین سنبل پرپیچ سے نسبت دیجے
موجۂ نکہت گل ہین وہ معطر گیسو

عرش پرواز ہے آرایش کاکل سے ریاض
بن گئے ہین نگہ ناز کو شہپر گیسو

راسخ تخلص منشی مصطفے حسین صاحب رئیس بلہور وارد حال خیرآباد صاحب تالیف وتصانیف کثیرہ ہین انکو مہارت مرثیہ گوئی مین مثل مرزا دبیر صاحب ومیر انیس صاحب مرحوم کے حاصل ہے نثر فارسی مین بے مثل نظم فارسی وقصیدہ گوئی جمیع فنون مین کامل ہمدان مجمع فضائل ومجاہد یکران ہین یہہ غزل اس تذکرہ کےلیے ارسال کی تھی

اے پری لاے کہانسے پر شہپر گیسو
اوڑکے آتے ہین جو منھہ پر ترے اکثر گیسو

منزل سیر قمر ہے ترے رخ پر گیسو
صاف جوزاے دو پیکر ہین دو پیکر گیسو

خود بخود جانب صیاد کھنچا جاتا ہے
بنگئے آج کمند تن لاغر گیسو

مردم چشم پرستش مین رہا کرتے ہین
منہ ہے بتخانہ تمھارا بت آذر گیسو

سرفرازون نے چڑھایا ہے سر نیزے اپنے
کیا ہے ظل شب معراج ہمیشہ گیسو

موسم بادہ پرستی کا سما بندھ جاے
جھوم کے آے گھٹا کھول دے دلبر گیسو

خون نکلے گا شریان سر رو سے میرے
نوک ہر مو سے لگا ہین گے نشتر گیسو

نافۂ گل ہو نسیم سحری کی جھولی
اوس گل اندام کے سونگھے جو معطر گیسو

اے پری کیون نہو دنرات گرہ رہنے ہی یقین
آتش حسن کے ہین مرغ سمندر گیسو

پاؤن زنجیر سے کسطرح نکالین قیدی
سنتے ہین آپ کے ہین سلسلہ پرور گیسو

خال منہ پر ترے صیاد ستم کیش نہین
دام مین لاے ہین کعبہ کے کبوتر گیسو

پنجۂ شانہ کے کیا بخت ہین اللہ اللہ
مجکو ہوتے نہین افسوس میسر گیسو

شوخی چشم سیہ مست نہین زلفون مین
باندھ کے لاے ہین ترکان ستمگر گیسو

اوسکے دام مین کیا آے ترا سودائی
کیون پریشان ہو تم کس لیے ابتر گیسو

نقش محراب جو ابرو ہے تو منبر بینی
خطبہ پڑھنے کو اب آے سر منبر گیسو

گلشن حسن مین ہے اوس پری سنبل بو
اوس پری کے پسینے سے نہین تر گیسو

سنبل گلشن فردوس کہین ہم کیونکر
زلف معشوق سے ہین آپ کے بہتر گیسو

زہر باطل ہو ابھی سانپ پئے پانی کا
سونگھ جاے کوئی کالا جو معنبر گیسو

سودیون سے نظر آتے نہین جانبر ہوتے
ابروے یار جو بچھو ہین تو اژدر گیسو

گردش بخت سیہ کی ہین بلائین ہم پر
گرد رخسار کیا کرتے ہین چکر گیسو

خضر لب چشمۂ حیوان ہے وہی ای راسخ
راہ ظلمات کی چوٹی ہین سکندر گیسو

رخصت تخلص منشی موہن لال صاحب شاگرد دیوان دیا کرشن صاحب
ریحان متوطن قدیم لکھنؤ

بل کی کیا لیتے ہین ہر بار اوچھکر گیسو
حال میرا ہے پریشان ترے استر گیسو

سادہ وضعون کے لیے بنتے ہین زیور گیسو
طوق بن جاتے ہین گردن مین لپٹکر گیسو

خوش دماغون کو مرغوب ہے کیونکر گیسو
مشک سے خوب ہین عنبر سے ہین بہتر گیسو

سرکشی کرتے ہین بل کھاتے ہین طراری مین
اپنا دنیا مین نہین رکھتے ہین ہمسر گیسو

چشم بد دور ہر یک بال نکالے اچھے
طائر حسن جوانی کے ہین شہپر گیسو

پھر ترقی ہے تو اس سے بھی زیادہ ہوگی
بڑھتے بڑھتے ہوے شانون کے برابر گیسو

دور نظارہ کے طالب کی سیہ بختی ہو
جلوہ دکھلائیے چہرے سے ہٹا کر گیسو

میری آوارہ مزاجی سے نہین واقف ہین
جال مین لاتے ہین دیکھون مجھے کیونکر گیسو

اسکے ہر بال نکالے ہین زبانین اپنی
کسطرف لیکے چلے سانپ کا لشکر گیسو

راہ باریک محبت کی بنائی اسنے
رخ خدا حسن کا اوسکا ہے پیمبر گیسو

بت ترے سامنے کس شکل کو لیکر ہوگا
سخت حیرت ہے کہان پائے گا پتھر گیسو

صورت مار سیاہ اوسنے بہت بل کھایا
ہر عصب سبکے ہوا سانپ کا منتر گیسو

خیریت راہ روون کی نہین ہوتی معلوم
بام پر آج وہ بیٹھے ہین بنا کر گیسو

کج ادائی کی صفت سب مین نہین ہو سکتی
دل کو کسطرح گرفتار کرے ہر گیسو

سنبل باغ جنان کا ہوا رخصت کو یقین
کھولے اوس گل نے جو گلشن مین معطر گیسو

ردیف ز

زید تخلص سید احمد صاحب بلگرامی اور کچھ حال انکا معلوم نہوا

چھوڑ گیسو سے سوا چہرہ لیے بڑھکر گیسو
گل رخسار معطر ہین معنبر گیسو

چشم مشکون کے قریب آتے ہین اڑ کر گیسو
جب تو یون جھومتے رہتے ہین برابر گیسو

سر چڑھا کر انہین مغرور کیا خود تونے
بل کی لینے لگے تجھسے بھی ستمگر گیسو

کیون ترے کانون پہ پہنچی نہ کہون بانبی کی
نکل آے ہین یہ دو سانپ نہین ہین گیسو

گیسوون پر جو دہرے دست نگارین تمنے
ہاتھہ انگر ہین تو دود تہ انگر گیسو

تم جو سر رکھہ کے مرے ہاتھہ پہ سو جاتے ہو
آستین کے ہین مرے سانپ مقرر گیسو

رخ ترا سورۂ والشمس ہے از سرتا پا
ہوگئے سورۂ واللیل سراسر گیسو

کفر و اسلام مین کچھہ فرق نہین رہتا ہے
جب قرین ہوتے ہین رخسار کے آکر گیسو

کیا پریشان ہے مجموعۂ خاطر میرا
دیکھہ کر بکھرے ہوے تیرے معنبر گیسو

اوڑ چلین چشم کے آہو جو ترے کیا ہی عجب
دونو بازو مین لگے ہین صفت پر گیسو

ہوگیا ہے رخ سیمین سے ترے بہ ہمدوش
اسلیے سانپ خزانے کا بنا ہے گیسو

انکو بکھرا کے عبث لاتا ہے تو ابرو تک
دیکھہ کٹ جائین گے ظالم تہ خنجر گیسو

دیکھہ کر سینے کہا خوب ملے دونو وقت
ملنے جلنے لگا رخسے جو ترا ہے گیسو

یاد گیسو مین جو لہرائی طبیعت میری
سانپ کیطرح سے لوٹے مرے دلپر گیسو

ترے قامت سے بڑھے ہین تہ محشر بنکر
شب یلدا کی درازی سے ہین بڑھکر گیسو

شانہ سنگ انکو جو لکھتا ہون بجا لکھتا ہون
ہوگئے مملکت حسن مین خودسر گیسو

رخ ہے قرآن تو آیات ہین وہ حلقۂ چشم
اور واللیل کی تفسیر سراسر گیسو

کنکھجورا ہے اگر مانگ تو بچھو ترے تل ہین
ابرو یار جو بچھو ہے تو اژدر گیسو

کیا پریشان ہوئے دیکھہ کر اپنا ہمسر
انکو آئینہ سے رہتے ہین مکدر گیسو

واہ کیا پیار تھا سبطین سے اللہ اللہ
چوم لیتے تھے محبت سے پیمبر گیسو

سامنے کالے کے جلتے نہین دیکھا ہے چراغ
پھر ترے رخ کو ہین گھیرے ہوے کیونکر گیسو

اونکی تنگیٔ دہان دیکھہ کر ابتو اے زید
بنگئے خال رخ یار سمٹ کر گیسو

ردیف س

سحر تخلص عالیجناب امیر الدولہ سعید الملک راجہ محمد امیر حسن خانصاحب بہادر والی محمود آباد و الیس پریسیڈنٹ انجمن ہند جناب راجہ صاحب حشم الیہ دام اقبالہ حصول لیاقت علوم زبان انگریزی و عربی و فارسی و جودت و ذہانت خلقی کے سوا موزون طبیعت نازک خیال شیرین زبان جادو بیان بھی ہین کیسے کیسے عمدہ شعر تصنیف فرماتے ہین ایک دیوان آپکی تصنیف سے ہے

عنبرین ہین ترے اے خاصۂ داور گیسو ‏ رخ جو کعبہ ہے تو ہین کعبہ کی چادر گیسو
مشک تر سے بھی ہین اوس شوخ کے بہتر گیسو ‏ غیرت بوے گلستان ہین معطر گیسو
نہ چھپا مجھسے تو اے ترک ستمگر گیسو ‏ ذبح کر ایک نظر اپنے دکھا کر گیسو
مشک چین ہیچ ہے یہان عنبر سارا کیا ہے ‏ سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو
ابر تاریک سے مہتاب نکل آئے ابھی ‏ دیکھ لو تم مجھے گر آج ہٹا کر گیسو
کیون نہو رشک کہ مین فرش زمین پر ہون ‏ اور ہمخواب ہون تجھسے سر بستر گیسو
کیا انھین بھی ہوس موے میان لائی ہے ‏ آگئے ہین جو کمر تک ترے بڑھکر گیسو
حیف لیلے تو سزا را کرے زلفونکو دام ‏ اور مجنون کے رہین خاک مین اٹکر گیسو
سانپ آئینۂ دل پر ابھی لہرا جائے ‏ دیکھ لے خواب مین تیرے جو سکندر گیسو
عاقبت بوسۂ رخسار و گلو لینے لگے ‏ اے پری دیکھ بہت تیرے چڑھے سر گیسو
شوق شام اور وہ صبح بنارس ہو جسے ‏ دیکھ لے چہرۂ جانان کے برابر گیسو
اوڑ چلا سبزۂ صباحت کا سیہ زلفون سے ‏ طائر حسن کے حق مین ہوے شہپر گیسو
آج نبضین ترے عاشق کی چھٹی جاتی ہین ‏ رقص مین دیکھ کے بکھرے ہوے زنجیر گیسو
میری زلفونکی قسم کھاتے ہو بیٹھے مانا ‏ یہ تو بتلا دو خدا ہین کہ پیمبر گیسو
ہوگیا مانع دیدار خدا اسکا کرم ‏ وہ جو کھولے ہوے آیا دم محشر گیسو
مست ہو جائین نہ کیون دیکھکے عشاق انہین ‏ چشم میگون کے بھرے رکھتے ہین ساغر گیسو

سحر لکھتا ہوں غزل اور ابھی ہیں کہ مجھے
لیلیٔ طبع دکھا دیتی ہے اکثر گیسو

رخ میں گیسو سے جھلک رخ سے معطر گیسو
دانۂ مشک ختن خال ہے عنبر گیسو

دم ہوا ہوگا نہ کھلنے لگا جو دم بھر گیسو
طائر روح کے ہیں جال انہیں شہپر گیسو

کھینچ لیں دلکو نہ کیونکر ترے دلبر گیسو
چشم ضیا دیتی ہے اور دام ہے سر گیسو

اب بھی کچھ آپکو ہے یاد کہ سنبل گئے
بوسہ لیتا ہو ادھر رخ سے مثال گیسو

بسکہ ہے مصحف رخ وقف نظارہ دن رات
رکھتے ہیں سورۂ واللیل کو ازبر گیسو

ان بلاؤں سے خدا ہی دل عاشق کو بچائے
فتنۂ حشر ہیں آنکھیں سبب شر گیسو

بال بکھرا کے جو وہ مست کرے بادہ کشی
سایۂ زلف سے پیدا کریں ساغر گیسو

ایسا راکب ہے تمہارا تو کہ عنان کے بدلے
خود ترے ہاتھوں میں دیتے ہیں تکاور گیسو

بھول جائیں وہ ابھی پھر گیسوئے یوسف کی شمیم
سونگھ لیں گر ترے یعقوب پیمبر گیسو

روکش آئینہ ہے روئے مصفا تیرا
دام حیرت نظر آتے ہیں سراسر گیسو

جا دیگا صورت دیوانہ خدا کے آگے
یاد آئینگے جو تیرے دم محشر گیسو

آج گلشن میں بھی خوشبو کی ہو بندھ جائے
کھولدے پھر یہ اگر شوخ سمن بر گیسو

فوق کیا گر رخ روشن اوسے ہاتھ آیا ہے
ایسے پائے گا کہاں مہر منور گیسو

ہے تو انسان ہمیں یقین ہے کہ جنوں ہو جائے
گر پری زاد بھی سونگھیں ترے معطر گیسو

رخ پہ بکھرینگے اسی طرح جو اسکے رشک پری
مجھکو دیوانہ بنائینگے مقرر گیسو

کسلئے دونوں کو ملنے بدوں کٹتی ہے اس عاشق کی رات
طالب اک دل کے ہیں وہ تو ہیں برابر گیسو

متصل صبح ملاتی ہے ابھی شام ختن
رخ پہ لٹکا ہے جو وہ آئینہ پیکر گیسو

مجھے دھڑکا ہے کہ الجھیں نہ کہیں وقت خرام
ایڑیوں تک ترے پہنچے ہیں سمٹکر گیسو

فرش گل کی مجھے پروا نہیں ہوتی شب وصل
عطر سے آپ بسا دیتے ہیں دلبر گیسو

چشم عاشق سے وہ کیوں اسکو چھپاتے ہیں ٭ ہیں نگہبان جمال رخ دلبر گیسو

اپنے افسوں نہیں چلتا ہے تجھ پہ وہ افعی ہیں
سحر مانیں گے بھلا کیا ترا افسونگر گیسو

سیاح تخلص منشی میاں داد خان صاحب نائب و مصاحب جناب نواب صاحب بہادر والی سورت حضرت غالب کے شاگرد ہیں اور نہایت طباع اور ذکی و فہیم اور با مذاق اور صاحب کمال ہیں اکثر جلسوں میں آپکا کلام سنا گیا اور سامعین کو محظوظ و مسرور کیا شعر و شاعری سے آپکو ایک خاص مناسبت ہے اور طبیعت آپکی نہایت ہی لطیف اور ظریف واقع ہوئی ہے بذلہ سنجی آپکی بات بات میں پیدا ہے سیاحی کا آپکو اکثر شوق رہا ہے تخلص کی بھی یہی وجہ تسمیہ ہے بعض صحبتیں آپکی یادگار ہیں چنانچہ تین چار سال کا عرصہ گذرا جب آپ بتقریب سیر و تفریح لکھنؤ میں تشریف لائے تو ایک بہت بڑا مشاعرہ آپ ہی کی وجہ سے لکھنؤ میں ہوا تھا جسکی طرح یہ تھی
ع اوس بھرنے زمیں سے کیا آسمان مجھے ٭ اس زمین میں آپ نے نہایت خوب غزل لکھی تھی جو سیر سیاح ایک رسالہ ہے اوسمیں مندرج ہے طرح حال پر بھی آپ نے امسال برجستہ ذیل غزل تحریر فرما کر عنایت فرمائی ہے جو واسطے ضیافت طبع ارباب سخن کے درج ہوئی ہے

تجھ پریشاں کو جنوں جوش پہ رکھکر گیسو ٭ دیکھ تو کتنا پریشان ہے ترا سر گیسو
دل حیران نے کیا پیچ کے اوسی بھی حیران ٭ پائے مجھسی کو ہوا اور بھی ششدر گیسو
کس قدر پیچ میں لا لا کے مجھے جکڑا ہے ٭ ہتھکڑی ہاتھ میں ہے پاؤں میں لنگر گیسو
عکس پیچ تو کی بنی ہے جو تمہارا چہرا ٭ حلقۂ امت عاصی کا ہے پیمبر گیسو
پاؤں میں بیڑی ہے پھر روز نئی زنجیریں ٭ اپنے قیدی کا بڑھا دیتے ہیں بستر گیسو
قہر ہو قیس پہ ہر دم سر بلا نازل ہو ٭ پائیں کھولو نہ تم زیر صنوبر گیسو

ہوں وہ بسمل مری آنکھوں میں اندھیرا چھایا
سر قاتل پہ جو دیکھے تہ خنجر گیسو

زینت حسن ہوئی اور زیادہ دم زیب
بنگیا پاؤں میں خلخال لٹک کر گیسو

بس اسی شغل میں کٹتے ہیں مرے لیل و نہار
چہرہ دن بھر ہے تصور میں تو شب بھر گیسو

خانۂ چشم اس دل پہ دردیں کثرت سے نہیں
تعزیہ خانہ میں رکھے ہیں برابر گیسو

قید جاکر جو ہمارا دل پر داغ ہوا
دام سمجھے ہو گئے گلدام سے بڑھکر گیسو

بوسہ اوس رخ کا ملے وصل میں کیا ای ستاج
چھا گئے ایسے کہ ہیں سد سکندر گیسو

آپ جب دیکھنے گئے مجکو دکھا کر گیسو
خواب میں بھی نظر آجاتے ہیں اکثر گیسو

گو نہ بن جائیں حجاب رخ دلبر گیسو
گیسوے حور سے ہیں یار کے بہتر گیسو

گل سے تشبیہ اسے مشک سے ہی اوسکو مثال
چھوٹ کر رخ پہ ہوے اور معطر گیسو

نارسائی نگہ شوق کی کچھ بھی ورنہ
آپڑے رخ پہ ہوا سے ترے کیونکر گیسو

لذت وصل کہاں غش سے ہو کیونکر فرصت
خط ترا مشک فشاں اور معنبر گیسو

کھیل سمجھے ہوے بیٹھا ہے تصور انکا
سانپ سے کم نہیں سمجھا ہے دل مضطر گیسو

مژدۂ مرگ رقیب آج سمجھتا ہوں اسے
کس کے ماتم میں یہ کھولے ہیں بکھر کر گیسو

دل عشاق بھی لیکر نہ گیا بل انکا
آپ نے آپ بڑھا رکھے ہیں سر پر گیسو

ہالہ جسطرح سے گرد مہ کامل آجائے
اسطرح چھائے ہیں گرد رخ انور گیسو

اب نظر میں مرے اندھیر جہاں ہوتا ہے
یوں ہی چھوٹے رہے عارض پہ جو دم بھر گیسو

آپ ہی کا ہی یہ گیسو کہ ہے دام خاطر
ورنہ وابستگی دلکو نہیں سر گیسو

وجہ بربادی عشاق ہے آرائش حسن
اور الجھائے ہیں خاطر کو سلجھ کر گیسو

دل مجروح پھنسا ہے کہیں میرا ائیں
ورنہ ستاج ہوے خوں میں کیوں تر گیسو

سلطان

سلیمان تخلص جناب حسین علی میرزا صاحب عرف منجھلے صاحب خلف دوم نواب ناظم مرشد آباد کا ہی یہ غزل بغرض اندراج گلدستہ جناب مستطاب معلے القاب شجاع الملک آصف الدولہ نواب محمد زین العابدین خانصاحب بہادر رئیس مرشد آباد نے ارسال مطبع فرمائی تھی وہو ہذا

آگئے جب تری آنکھون کے برابر گیسو
پاسے مردم مین پڑے بیڑیاں بنکر گیسو

چار چاند آپنے افشانسے لگائے اونکو
روشنی دین نہ کہین اے مہ انور گیسو

بوسہ مانگا جو کبھی وصل مین اونسے ہمنے
مارسے اپنے ہٹانے لگے ہنسکر گیسو

سانپ لوٹین نہ کلیجے پہ ہمارے کیونکر
جب بنائین ترے اغیار ستمگر گیسو

وصل مین ہمکو رہا شغل یہی تا بہ سحر
اپنی آنکھونسے ملے یار کے شب بھر گیسو

خانہ کعبہ مین جسطرح سے ہے سنگ اسود
دل عشاق مین کرتے ہین یونہین گھر گیسو

چمن حسن مین تیرے ہین برابر دونون
قد صنوبر ہے تو سنبل کے برابر گیسو

اے صبا آج تری بو کا ہے کیسا عالم
یار کے آئی ہے شاید تو چھوکر گیسو

نفس امارہ کا تابع تھوا اتنا اے بت
مار ضحاک نہ بن جائین لٹک کر گیسو

آتشین رخ کا ترے عکس پڑا جب اونپر
حلقے حلقے تھے سبنے صورت اخگر گیسو

سر چڑھایا ہے بہت تو نے انھین اے ظالم
تیغ ابرو سے ستم ڈھائین نہ بنکر گیسو

خیر ہو دیکھیے پھر کسپہ بلا آتی ہے
آج نکلے ہین غضب کے وہ بنا کر گیسو

اے سلیمان وہ ہے حسن کا صرف زینت
کشتے شانہ کو بن جائین نہ لنگر گیسو

سرور تخلص سید کاظم حسین رضوی بن سید ظفر علی حسین رضوی از خاندان سید خضر خان رایات اعلی جنکو امیر تیمور ہندوستان کی سلطنت دے کے آپ ولایت کو چلے گئے تھے چار پشت تک اس خاندان مین سلطنت ہندوستان کی قبضہ و تصرف مین رہی یہ صاحب شاگرد مہدی حسین خان آباد کے ہین

ایک دیوان اور ایک رسالہ علم قرأت میں تالیف کیا ہے

رخ شفاف سے ہٹتے نہیں دم بھر گیسو
ہیں مگر آئینہ سد سکندر گیسو

مر گیا دیکھ سکیں چاند سے رخ پر گیسو
منزل ملک عدم کے ہوے رہبر گیسو

کبھی ہو جاتی ہے زینت بھی اذیت کا سبب
کھینچ لیجئے یوسف کے برادر گیسو

مرغ دل عاشقوں کے پھنستے ہیں خود جا جا کے
دام تزویر بچھا رکھے ہیں سراسر گیسو

ایکدن عاشق جانباز سزا پائینگے
پھانسی دیوینگے ہزاروں کو برابر گیسو

مشک نافہ بنا ہر ایک حباب دریا
ہاتھ سے اوسنے نچوڑے جو نہا کر گیسو

ہم بھی مشتاق ہیں ہو ہی کسیطرح جلوہ کے
رخ پرنور دکھاؤ تو ہٹا کر گیسو

رخ روشن پہ تو والفجر کا ہوتا ہی گمان
کیوں نہوں سورۂ واللیل کے ہمسر گیسو

نامہ بر کہنا زبانی کہ پریشان ہوں کمال
کبھی تو آکے دکھا جا مجھے [illegible] گیسو

نہیں ممکن ہے کہ جانبر ہو کوئی موذی سے
ابروے یار جو عقرب ہیں تو اژدر گیسو

ظالموں کو نہ کبھی پھولتے پھلتے دیکھا
گلشن دہر میں سرسبز ہوں کیونکر گیسو

دل سمجھتا نہیں زلفوں کا تصور دم بھر
ہیں مگر مجھکو رگ جان کے برابر گیسو

عشق زلفوں کا ہے دلمیں سدا رہتا ہے
ہیں مگر طول شب ہجر مقرر گیسو

قتل پر عاشق جانباز کے تیار ہیں کچھ
تیغ مژگان ہیں اگر اوسکے تو خنجر گیسو

ہو گیا طائر دل اپنا گرفتار سرور
دام کیطرح نظر آتے جو رخ پر گیسو

سرور تخلص مولوی سرور علی صاحب شاگرد مولوی غلام حسنین صاحب قدر بلگرامی کے ہیں مولد و مسکن انکا موہونا ہے ضلع خیرآباد یہ غزل اسطرح کہی تھی

مرا سودا ہی او الجھن سے ترا ہر گیسو
سلسلہ ہے مری وحشت کا سراسر گیسو

کیوں مسطر نکرے بزم ترا ہر گیسو
دونوں میں ایک ہے مشک ایک ہے عنبر گیسو

طائر دل کے لیے دام گرفتاری ہے
کون کہتا ہے کہ ہیں آپ کے سر پر گیسو

کتنے دیوانے ہوئے کتنے ہوئے سودائی
آج وہ شوخ نکھارا کیا دن بھر گیسو

بے گنہ لاکھوں کو ہر روز ڈسا کرتے ہیں
مار ضحاک سے موذی ہیں یہ پیچ کر گیسو

ہائے چھپتی ہے کبھی چاند گھرا بدلی میں
آئے رخسار پہ جب آپ کے اڑ کر گیسو

موجیں دریا کی نظر آتیں مجھے بنیا سانپ
جب نہانے میں پریشان کرے دلبر گیسو

روز فرقت میں ترے رخ کا رہا ذکر مدام
شب تاریک میں یاد آگئے اکثر گیسو

پابزنجیر کیا کیوں ترے سودائی کو
کیا نہ کافی تھے سلاسل کی جگہ پر گیسو

ہو گیا وحشت جنوں خود مجھے صحرائے ختن
یاد وحشت میں جو آئے وہ معطر گیسو

آگے اسلام سے خود کفر ہوا ہے شامل
اوس پہ پوشش نے کہاں چھوڑے ہیں زنجیر گیسو

کیا نسیم سحری آج ہے مسکی آئی
چھو کے آئی ہے مگر اوس کے معطر گیسو

وحشت دل سے یہ پایا ہیں نکل جاتا ہوں
یاد آتے ہیں جو اوس شوخ کے سر کے گیسو

مہجور تخلص مولوی محمد عبد المجید صاحب ابن شیخ غلام ضیاء اسحاق صاحب ساکن قدیم قصبہ کاکوری فی الحال ناظر محکمہ سپیشل مجسٹریٹ لکھنؤ کے ہیں فارسی بھی کہتے ہیں یہ غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال کی تھی

آگئے عارض تابان پہ جو اڑ کر گیسو
بن گئے آئینۂ ماہ کے جوہر گیسو

دل کے ڈسنے کو بلا ہیں مجھے ستمگر گیسو
ایسے ناگن کی طرح اوڑتے ہیں یہ گیسو

پھر وہی سخت مزاجوں سے نہیں چل سکتی
خوب سیدھے ہوئے شانے سے اولجھکر گیسو

چشم بد دور کہ مجمر ہے رخ آتش رنگ
شعلہ آسفید ہے دود سر مجمر گیسو

بوئے گل بن کے زمیں پر نہیں رکھتے ہیں قدم
آج پوشاک معطر ہے معنبر گیسو

بڑھ گئی زلف شکار دل وحشی کے لیے
ہے سر جادۂ دفن دام کبوتر گیسو

زلف آنکھوں نے جو دیکھی تو یہہ سوجھا مضمون
چشم ساغر ہے سواد خط ساغر گیسو

روز ہجران شب فرقت مری تقدیر میں ہے
رات بھر رخ ترا یاد آتا ہے دن بھر گیسو

جلوۂ حسن مہ روز کی صورت نہ رہا
منہہ دکھاتا نہیں وہ شوخ منڈا کر گیسو

آئے پیشانی سے زلفوں میں عرق کے قطرے
گر رہے حسن سے ہیں رشتۂ گوہر گیسو

عمر وارستہ بسر کی ہے بنا کر اسنے
دوش پر خانہ بدوشونکیطرح گھر گیسو

عشق سے نے کلبۂ تاریک میں اندھیر کیا
صورت غنچۂ سنبل ہے ترا ہر گیسو

ہر ادا ہے تری قاتل مرے جی کی دشمن
موج نکہت سے لیے پھرتے ہیں خنجر گیسو

چین غفلت میں کبھی دیکھی نہ محبت مجکو
لائے گا خواب پریشان میں مقدر گیسو

دیکھہ ابھی نہیں یہہ نشو و نما موذی کی
بڑھتے بڑھتے کہیں ہو جائیں نہ اژدر گیسو

ہیں مقابل جو خط مصحف رخ سے زلفیں
فوج اسلام وہ ہے کفر کا لشکر گیسو

سلسلہ زلف کے مضمونکا دکھاتا ہے اثر
سطر ہر شعر کی بڑھہ جاتی ہے بنکر گیسو

ہو گئے قید محبت میں پریشان دونوں
شیفتہ میں ترے گیسو کا تو مجھپر گیسو

ہر گھڑی آئینہ رخکا تماشا ہے نصیب
پا گئے روز ازل بخت سکندر گیسو

کم نہوں سانپکے منتر سے مضامین تیرے
باندہ ہر شعر میں اے سحر سخنور گیسو

سالم تخلص ایک صاحب کا ہے اور حال کچھہ معلوم نہوا

مر گیا دیکھکے میں عاشق مضطر گیسو
جان محزون کے لیے بنگئے اژدر گیسو

ایک چھپک میں یہ خونریزی کے جوہر کیا
تیر مژگان ہیں نگہہ تیغ ہے خنجر گیسو

جان اوڑ جاتی ہے اس پل میں جو کھنچ جاتا ہے
بنگئے ہیں ملک الموت کے شہپر گیسو

کہیں کل جنگ میں نہ آجائے زحل کا دورہ
سر پہ رکھا نہ کرو اپنے الٹکر گیسو

جب سر اپنا شب تاریک میں یاد آتا ہے
آسمان ڈھاتے ہیں ہمکا مری سر پر گیسو

جان دیتا ہون تیرے گیسونکی پریشانی سے | پھانسی بنتے ہین مرے حق مین اوجھگر گیسو
صاف ہوجاتا ہے تیجا نہ گمن کا دھوکا | بکھرے آتے ہین نظر جب ترے زنجیر گیسو
سب کو سودائی بنایا نہ رہا خوف حساب | حشر مین اوسنے قیامت کو دکھا کر گیسو
جان و دل سے ہے فدا ساری خدائی انپر | ہوگئے مصحف علا موے سپر گیسو
حق نے اسلام کو جوڑا کیا کفر کے ساتھ | رخ ترا کعبہ ہے بتخانۂ آذر گیسو
دم نظارۂ رخسار ہوا سے اوڑکر | مری آنکھون کو بنے سد سکندر گیسو
عمر بھر گذری ہے الجھن مین سیہ کاریونکی | بنگئے ہین مرے اعمال کا دفتر گیسو

پیچ مین جیسا ہے سیہ بختی کے آئے سالم
روز اک طرفہ بلا لاتے ہین سر پہ گیسو

سلطان تخلص نواب اشرف الدولہ محمد سجاد علیخانصاحب بہادر خلف
چھوٹی شہزادی نواب افسر بہو بیگمصاحبہ دام اقبالہا رئیس لکھنؤ شاگرد
تدبیر الدولہ منشی مظفر علیخانصاحب اسیر

کیا پریشان ہین ترے اے مہ انور گیسو | حال عشاق سے بھی بڑھکے ہین ابتر گیسو
مطلع حسن ہین تیرے نہین دلبر گیسو | دونو مصرع نظر آتے ہین برابر گیسو
عذر کچھ کرتے ہین شاید کہ مری جانب سے | پاؤن پر اوسکے جھکائے ہوئے ہین سر گیسو
بار با قول کے میزان خرد مین دیکھا | شب ہجران سے ہین ظلمت مین برابر گیسو
ترے سینے مین نظر آتے ہین گرمی کے سبب | کچھ تو دھوئین سے گھرے [illegible] گیسو
گرد جب حشر کے دن میرے گناہونکی اوڑی | کیسے حورون نے بچھائے تہ چادر گیسو
خط عنبر کے بچے ستہ نظر آتے ہین حباب | کسنے دھوئے پہ لب کوثر گیسو
بلکی گلزار مین ہے سنبل گلزار ہزار | کب سمجھتے ہین اوسے اپنے برابر گیسو
ناخنون سے مرے ماتم مین جو نوچینگے بال | پھر سکے باندھینگے مرے قتل پہ خنجر گیسو

دن کی شب ہو گئی تو کچھ نہیں اسکا عجب
رخ پہ اوس ماہ نے چھوڑے ہیں جو عنبر گیسو

شاعر اب اس سے زیادہ تو کیا وصف لکھے
ہیں حسینان جہان سے ترے بہتر گیسو

شوق تخلص شیخ مراد علی صاحب شاگرد منشی سید فضل رسول خانصاحب واصلی

میرے ہاتھ آئے تو الجھے ہوئے اکثر گیسو
سر کو ہمنفس کے کئے خجال ہیں یکسر گیسو

بے زبان تو نہیں بیشک ہیں سخنور گیسو
بیدہن کہتے ہیں حال دل مضطر گیسو

دام میں لائیں گے عاشق کو مقرر گیسو
بسکہ بیٹھے ہیں وہ آج بنا کر گیسو

بڑھ کے آئیں جو گلے تک ترے دلبر گیسو
پھیر دین میرے گلے پر ابھی خنجر گیسو

الفت زلف مسلسل جو رہے گی یونہی
طوق و زنجیر بنائیں گے مقرر گیسو

دونون عارض ہیں ترے سورۂ والشمس اگر
دونون ہیں سورۂ واللیل کے ہمسر گیسو

کیون نہ ہو چال سے اوس شوخ کی محشر برپا
قد قیامت ہے تو ہیں فتنۂ محشر گیسو

کیون نہ اونکو شب معراج سے بہتر دون نشان
جب بقدر رسے ہون قد رعنا سے بڑھکر گیسو

نقش حامل کا اثر دل نے کیا جب پیدا
تب ہوئے جذبۂ دل سے مجھے مسخر گیسو

رہزنی کرتے ہیں سودا نہیں رہتا باقی
لوٹ لیتے ہیں وہ بازار دکھا کر گیسو

کاٹ تلوار کا کرتے ہیں یہ ابرو کیطرح
فرق رکھتے نہیں کچھ بال برابر گیسو

جانتے ہیں یہ اوسے کعبۂ مقصود مگر
روز کرتے ہیں طواف رخ دلبر گیسو

بے سبب شل نہیں عشاق کے اونکے پا دل
کچھ پڑھتے ہیں اوس شوخ کے افسر گیسو

ہو گئی صبح ہٹی رخ سے جو زلف مشکین
پھر ہوئی شام جب آئے ترے رخ پر گیسو

عشق میں ابروے خمدار کے کھائی تلوار
پھانسی پائی جو نظر آئے معنبر گیسو

شام سے آکے دبا بیٹھی ہے سیاہی تا صبح
چشم عاشق میں پھر آکے ہیں شب بھر گیسو

کیون نہ خوشبو سے معطر ہون دماغ عشاق
نافۂ مشک ہے یا موجۂ عنبر گیسو

گل شاداب ہین عارض تو ہے نرگس چشم
قد صنوبر ہے تو ہین شاخ صنوبر گیسو

خار دیتے ہین گلونکو بھی تمھارے عارض
دون کی لیتے ہین سنبل سے بھی اکثر گیسو

سو بھو سمجھتے ہین اوس شوخ سے حال عاشق
کام سرکار کا کرتے ہین سراسر گیسو

عکس آئینہ مین وہ دیکھ کے کرتے ہین بحث
تیرے اچھے ہین تیا یا مرے بہتر گیسو

خاک برباد ہوئی کسکی کہ پایا یہ عروج
کچھ تمھارے نظر آتے ہین مکدر گیسو

سنبل مشک سے اسے شوق ہے ناقص تشبیہ
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

شفیقہ تخلص جناب سرافراز علی صاحب شاگرد جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علیخان صاحب اسیر

چاند سے منھ پہ جو چھوڑا ہے مہ انور گیسو
پیچ مین لاے نہ عاشق کو لٹکا کر گیسو

سر چڑھایا ہے بہت آپنے ای جان ہین
بل کی لین جاک شانے سے نہ کیونکر گیسو

میرے مرنے سے رہی ایک نہ زینت باقی
دو ہی دن مین ترے دونون ہوئے ابتر گیسو

سانپ سا لوٹ رہا ہے مرے سینے پہ جو آج
تیرے شانے اوسکے بنائے ہین مقرر گیسو

باغ مین سنبل بچا نکو سر سے دہو رہے ہین
چھوڑ دیتے دوش پہ ای رشک گل تر گیسو

جان بچنے نظر آتی نہین خالق کی قسم
زہر ہین حق مین مرے اے بت خودسر گیسو

بال پڑ جائیگا آئینہ دل مین میرے
غیر اگر تیرے سنوارینگے سمنبر گیسو

دھوپ ہے تیز ابھی آسے ہو جاتے ہو کہان
ٹھہرو صاحب ہین پسینے مین بہت تر گیسو

قید رندان مین ہون پایا دمین زنجیر ہے
دیکھون لاتے ہین بلا کیا مرے سر پر گیسو

مجھسا دنیا مین نہین کوئی پریشان خاطر
حال اپنا ہے جو دیکھے ہین وہ ابتر گیسو

بال بھر بھی نہین کاٹے کیطرح مجھکو ملا
دونون الجھے ہوئے ہین میرا گیسو

دیکھی میری شب فرقت کی سیاہی کی جو سیر
عرق شرم مین کیا کیا نہ ہوے تر گیسو

جب کمر تک تھے بلا لانے مین کیا کچھ کم تھے
ہوگئے اب تو ترے قد کے برابر گیسو

وصل مین سو گئے ہین جسنے کوئی اوس سے پوچھے
عنبر و مشک سے بو دیتے ہین بڑھکر گیسو

طائر دل مرا اوس فتنے سے الجھا اوسمین
جب سے منت کے رکھے یار نے سر پر گیسو

غش جب آتا ہے مجھے دیکھ کے صورت اونکی
ہوش مین لاتے ہین وہ مجکو سنگھا کر گیسو

مار ڈالین جو بگڑ کر تو جلا دین بوسے
کیا کمون رکھتے ہین اعجاز پیمبر گیسو

مار ڈالا اوسے الفت ہوئی جسکو انکی
اپنے کاٹے کا نہین رکھتے ہین منتر گیسو

مار گنجینہ حسن و ستم ایجاد ہین یہہ
بوسہ کسطرح سے لون رخ کا ہٹا کر گیسو

مار ڈالین گے مجھے ایک ہین کافر دونون
شکل افعی کے ہے خونخوار ترا ہر گیسو

تیرہ بختی مری دیکھو جو سبب بھی ہوئی
کاٹ دی وصل کی شب اوسنے بنا کر گیسو

بات بھی بگڑی ہوئی اپنی بنا ہی لونگا
مینے سلجھائے ہین اولجھے ہوئے اکثر گیسو

خوف کسطرح نہو مجکو سنور کر اک دن
لائین گے سر پہ بلا میرے مقرر گیسو

کعبہ رہتا ہے سیہ پوش عجب کیا اے شوق
اوسنے رخسار پہ چھوڑے جو معنبر گیسو

ردیف ص

صبر تخلص منشی سیتارام صاحب شاگرد شیخ امیر اللہ تسلیم دیوان سرکار نواب مرزا محمد تقی خان بہادر تخلص افسر دام اقبالہ مولد و مسکن لکھنؤ شعر اچھا کہتے ہین

دست رنگین سے جو سلجھاتے ہین اکثر گیسو
خون عشاق کا کرتے ہین سراسر گیسو

کم نہ اولجھن ہوئی اوسکی نہ اوسنے بنائی
مین نے سلجھائے بہت یار کے شب بھر گیسو

کی تری زلف کی تقلید بہت سنبل نے
پر بنائے نہ سنے بال برابر گیسو

بوسے آئینہ رخسار کے لیتے ہین مدام
واہ رکھتے ہین عجب بخت سکندر گیسو

یون ہی دل ڈسنے کو کچھ کم نہ تھے یہ مار سیاہ
اور بھی تمنے کیا قہر بنا کر گیسو

ایک دل کے لیے دونوں نے کمر باندھی ہے
ضد پہ گر کاکل پیچاں تو ہی ہٹ پہ گیسو

یہ وہ موذی ہیں کہ کاٹا نہیں جیتا بچا
سانپ پالے ہیں کہ ہیں سر پہ ستمگر گیسو

اسقدر بار نہ چھوڑو کمر نازک پہ
پاؤں پڑ کر یہی کہتے ہیں مقرر گیسو

سر بسر قاتل عشاق ہے وہ فتنۂ دہر
تیغ ابرو ہیں مژہ تیر ہیں خنجر گیسو

کیوں نہ پاؤں ہیں ترے بگڑے ہوے بالونکو
نہ مزاج دل نازک نہ مقدر گیسو

سانپ کیطرح سدا لوٹتے ہیں چھاتی پہ
چین لینے نہیں دیتے ہمیں دم بھر گیسو

بل کیا کرتے ہیں دن رات رخ جاناں پہ
کتنے ہیں منھ چڑھے اے صبر معنبر گیسو

صولت تخلص فاضل قمقام کامل طمطام مقبول بارگاہ لم یزلی ناصر الاسلام مولانا محمد عمر صاحب مولد و مسکن رامپور وارد حال لکھنؤ فی الحال مطبع میں صحیح کتب عربیہ فرماتے ہیں مولانا صاحب انصاری نسباً حنفی مذہباً صابری مشرباً ہیں ہر علم میں قدرت تام ہر فن میں ملکہ عام رکھتے ہیں

آنچنان گشت انیس رخ انور گیسو
کہ زخش آتش جانسوز و سمندر گیسو

نیست افتادہ ہزار قد دلبر گیسو
سر برافراختہ از فتنۂ محشر گیسو

بسکہ در تیرگی بخت بمن آورد فروغ
طالع تیرگیم کرد منور گیسو

گر سنبل کدہ از ابر بہاری پیداست
دود آہ دل بیتاب سراسر گیسو

باد پیما بہوا داد سے تاتار عیاست
ورنہ ہر دشت و چمن کرد معطر گیسو

نقش آئینہ از کوکب بخت اغیار
پے یاجوج نظر سد سکندر گیسو

در سر باد صبا چیست ہوا ری باطل
کہ کند ہیچ خود آشفتہ و مضطر گیسو

تیر بخت زحل از اثرش شمس منیر
زدہ داغ حسدش در مہ انور گیسو

نقشہ از نار دخان لیک کشش ابتہا
رو پید از راس بنا از عارض احمر گیسو

خواستم من که کنم غرق بطوفان شکر
از پے فلک فلاک آمده لنگر گیسو

بسر نعل رخان کرد جلوس اجلال
بسر سنگ عدم زد و سر همسر گیسو

رگ جانم چو سنان در شکم بیشن خاست
گو ز سر موے تنم ساخته نشتر گیسو

اینک از جان صبا گرد سر آرم که فشاند
مشت خاکم ز ره ترک ادب بر گیسو

ظلمتش حاجب انوار عذارش گردید
طرفه‌تر اینکه عذارش خور و شپر گیسو

لمعه از شه زلفش ز رخش بر من تافت
کشته کرد آتش و بگذاشته اخگر گیسو

چه سلاسل که نبید اخته بر قامت یار
چه زلال ازل که نفگند بمحشر گیسو

تار موئیش میان سلسله جنبان عدم
پے شبخون عدم ساخته لشکر گیسو

سبزهٔ خط به لبش خضر ره آب حیات
سوے ظلمات ضلالت شده رهبر گیسو

دود آهم بزمین راه هوا را بربست
تا نسازد ز خطا برهم و مضطر گیسو

چونکه از مرکز عالم به محیطش پیوست
نزد ارباب نظر آمده محور گیسو

حافظ مصحف رخساره بپاشش از کفر
رهبر جادهٔ کفر است و پیمبر گیسو

گاه ریزد بزمین رنگ سجود و اغلط
گه شبیه سیه مست قلندر گیسو

گاه از طول حمل صورت پیشش زاهد
گه ز تقصیر سواد دل آذر گیسو

گاه چون پیل دمان حمله بر شخصے برد
گه ز حال سیهش مور سیه بر گیسو

باش از وحشت خود دست و گریبان صولت
که ز تشویش تو شد مضطر و ششدر گیسو

آپڑے سبزۂ خط کے جو برابر گیسو
آپ کو خضر سمجھتے ہیں بھٹک کر گیسو

گو کہ جاروب کش خاک قدم ہیں دائم
خاکساری سے چڑھا لیوے وہ سر پر گیسو

دیکھ کر جلوۂ آئینہ رخ کو اپنے
شکل تصویر وہ خود اور متحیر گیسو

نفس باز پسیں دل بسمل ہیں جاے
گر کرے باد صبا برہم و مضطر گیسو

گو عیان ہین مجھے لعلین پہ لہو ہا اندھیر
ہین یا تو مہر وہم لعل ہین تیرے اژدر گیسو

کھلتے ہین تیرے گیسو طالع عشاق کا حال
آے ہین تا بلب اگر گوش لٹک کر گیسو

وہان تو ظلمات پڑی ہی سنگ رہ آبحیات
لعل لب پہ ہین یہان سد سکندر گیسو

فرط غفلت سے فغان دل صولت نہ سنا
گوشمالی پہ ہین آمادہ سمٹ کر گیسو

صولت تخلص جناب مولوی محمد عبد الصمد صاحب وکیل عدالت دیوانی و رئیس ضلع غازیپور شاگرد جناب مولوی محمد عبد العلیم صاحب متخلص بہ آسی نے یہ غزل اس تذکرہ کے لیے بذریعہ خط کے ارسال مطبع کی تھی

لے ہی لیتے ہین دل عاشق مضطر گیسو
اے دل آرام غضب ہین تیری دلبر گیسو

قتل کار رکھتے ہین عشاق کے جوہر گیسو
گو چھری ہین نہ کٹاری ہین نہ خنجر گیسو

ہین تو جب ہاتھ لگاتا ہون بگڑ پڑتے ہین
دست مشاطہ سے بن جاتی ہین کیونکر گیسو

گیسوے سنبل فردوس پرین بھی دیکھے
کب ہین وہ آپ کے گیسو کے برابر گیسو

جو نہ پامال ہو گردش مین نہ ڈالین جسکو
سر چڑھے ہین صفت چرخ ستمگر گیسو

مشک نافے کیے خاک کف پا سے بقدر
اب خطا وار ختن کے ہین سراسر گیسو

دشمن جان ہین کوئی اور کوئی دل آزار
ابرو یار ہین سفاک ستمگر گیسو

پیچھے پیچھے یہ کسی رند سیہ بختون پہ
کیا ترے دل کیطرح ہو گئے ششدر گیسو

کیا ہی لپکا جو پڑا ہے انھین خونریز کا
نہ تو برچھی ہین نہ ہین تیر نہ نشتر گیسو

دیکھو اوس نکہت جان بخش کے مجموعے کو
سارے اعضا ہین معطر تو معنبر گیسو

سمجھے ہم پھیل کے سوتے ہین بغل مین شب وصل
ساتھ سوتے ہین جو بکھرے سر بستر گیسو

کس غم سے ہین صیاد کمینگاہ ای دل
دام الجھائے ہین ہین ذبح مین خنجر گیسو

پیچ مین سنبل تر خم مین ہین افعی بلا
رنگ مین مشک سیہ بو مین ہین گل تر گیسو

دھیان کب گیسوؤں کا سینہ پر داغین ہے
اوڑھے ہین اے گل تیرہ بختونکی چادر گیسو

تیرے گیسو کو نہ کیون رشک مسیحا سمجھون
جان آئی جو سونگھا یا وہ معنبر گیسو

دو دو دل اپنے بھی بڑھ جائین کہین کر ہی سجے
سونڈھو لیسے تا بہ کمر پونچے ہین بڑھکر گیسو

کوچہ آمد و رفت نفس سینے سے ہے
ای صبا نکہت جان بخش سے وہ سر گیسو

صغیر تخلص چھوٹے خانصاحب مولد و مسکن لکھنؤ شاگرد جناب افضل الدولہ سید افضل علیخانصاحب بہادر ابن جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علیخانصاحب بہادر اسیر

چار یاری نہ بنائین سبھی کیونکر گیسو
چار ہین سنت کے ہین اوس طفل کے سر پر گیسو

سلسلہ دیکھ کے ہین دونون جہانکا سمجھا
جلوہ افروز ہین گیسو کے برابر گیسو

شہرہ ہے کس کے قد زلف سے ماتم خانہ
کہ علم خانہ بخانہ ہین تو گھر گھر گیسو

دیکھتے ہی انھین اڑ جاتا ہے ای حور لقا
طائر ہوش بلا ایک ہین شہپر گیسو

سحر ہے آسے اگر یعان ہستی کی صورت
پر کبوتر کو کرے پر کو کبوتر گیسو

تشنہ ہے ہین ہوا وصل کا سامان صد شکر
ہاتھ مین اوسنے دیے بیچ ہی ساغر گیسو

حور کو تو جو کرے اپنی کنیزین طلب
لاے رضوان اوسے جنت سے پکڑ کر گیسو

بت ترے چہرے سے چہرے کو ملائین بالفرض
ایسے شبرنگ کہان پائین یہ بہتر گیسو

سرخ موباف جو چوٹی مین پڑا اوس گل کے
کیسے اترائے ہوے جاتے ہے باہر گیسو

چپٹے تیر و کمو چہرا دینے لگا دزد حنا
ڈر ہے اک روز لگائین گے مقرر گیسو

قید مین دو سری بلا و نمین ہوا افت صغیر
مری شامت کہ چھوٹے ہینے مقرر گیسو

ردیف ض

ضو تخلص سید آغا علی صاحب متوطن کانپور تلامذہ جناب مستطاب معلی القاب

نواب سید علی حسن خان صاحب بہادر تمنا شعر اچھا کہتے ہیں یہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

بل کی اب لیتے ہیں اونسے کبھی سر گیسو
ایسے بے باک ہیں چڑھنے لگے سر پر گیسو

اوڑ چلے اور کبھی ہمسے وہ بنا کر گیسو
اوس پہ پڑا اوسکے حق میں ہوئے شہپر گیسو

مختصر ہونے پہ بیحد ہیں ستمگر گیسو
بڑھ کے لائینگے قیامت کوئی سر پر گیسو

وصل کی رات جو آجاتے ہیں منھ پر گیسو
لطف سہرے کا دکھاتے ہیں معطر گیسو

بل کی عشاق سے لیتے ہیں یہ خود سر گیسو
ہو گئے ہیں بہت ان روزون ہو کر گیسو

انتہا انکی ملے گی نہ کسی صورت سے
ہو گئے ہیں شب فرقت کے برابر گیسو

بارہ پر آئے ہیں اب نام خدا جوبن ہے
قتل کیونکر نہ کرین صورت خنجر گیسو

انکی خوشبو سے کسی دن جو معطر ہو دماغ
نذر مانی ہے چڑھاؤن سر منبر گیسو

وصل کی رات بسر ہو گئی زینت مین او فقیر
کسی تدبیر بھی سلجھے نہ اولجھکر گیسو

اپنے جامے مین نہ پھولا مین سماؤن اوسدن
تار جس روز ہون گردن کا لپٹ کر گیسو

دیکھ لیتا ہون تو کچھ جان ٹھہر جاتی ہے
کشتۂ غم کو ہو جاتے ہین لنگر گیسو

کسی صورت سے نکلتی نہین قسمت کی کجی
سیدھے رہتے نہین عشاق سے دم بھر گیسو

دُر خوش آب ہین قطرے بھی نہین پانی کے
تم نہائے تو بنے رشتۂ گوہر گیسو

روز روشن نظر آیا شب تاریک مجھے
اوڑ کے آئے جو ہوا سے کبھی رخ پر گیسو

کم سنی کا یہ سبب ہے کہ وہ ڈر جاتے ہین
دیکھتے ہین اگر آئینے کے اندر گیسو

زینت یار سے اس روز قیامت ہو گی
ایک عالم کو بگاڑینگے سنور کر گیسو

دم فنا ہو جو کبھی بال ہو بیکا انکا
رشتۂ جان کے برابر ہین نہ کیونکر گیسو

رشک عیسے لب جان بخش تکلم اعجاز
عارض یار ہمیشہ ہین تو قنبر گیسو

دور سے دیکھ کے احوال پریشان اے صفو
بل کی لینے لگے کچھ دوش کے اوپر گیسو

ردیف ط

طرز تخلص لالہ کنج بہاری لال صاحب عرف راجو خلف راے رامدین صاحب شاگرد رشید لالہ بینی دہر صاحب ہمت یہہ شاگرد رشید منشی منیڈو لال صاحب متخلص بہ زار کے ہین مولد و مسکن لکھنؤ

بل کی لین اہل دول سے نہ کیونکر گیسو
موتیون سے ہین گوندھے اونکے سراسر گیسو

رنگ لاے ہین سیہ ہوکے وہ دلبر گیسو
کالے کھتے ہین بلا کے ہین ستمگر گیسو

آگیا ناک مین دم چھوتے ہی مشاطہ کا
جکا جنجال ہوے اونکے اوجھکر گیسو

ہے بجا یار کو مجموعہ کہون خوشبو کا
خال رخ مشک اگر ہے تو ہین عنبر گیسو

بد معاشو نسے اگر ربط نہین ہے انکو
صورت گنجفہ پھر کیون ہین یہ ابتر گیسو

سر چڑھا جو ترے اے یار ہوا سرگردان
شکل عاشق ہون پریشان نکیونکر گیسو

بل کی لیتے مگر اے یار دل وحشی کے
ہتکڑی بنگئے ہاتھون مین لپٹ کر گیسو

شوق مین عید کے اللہ رے سنوارنا اونکا
آئینہ لیکے بنایا کیے شب بھر گیسو

زلف کیطرح کمر اونکی بھی بل کرتی ہے
پڑ جھکے آجاتے ہین جب اونکی کمر پر گیسو

یاد گیسو مین پھرون وادی وحشت مین اگر
ہو وین زنجیر مرے حق مین مقرر گیسو

دیکھیے **طرز** جو ہو اونکی چمک بالون پر
آب گوہر سے وہ دھوتے ہین مقرر گیسو

طاہر تخلص بابو پنجاب راے خلف منشی چھکن لال صاحب مرحوم زمیندار ضلع ترہٹ و موطن موضع گھٹون پرگنہ پرپنسا ضلع مذکور وار د شہر عظیم آباد پٹنہ دیوان سرکار جناب راجہ درگا پرشاد صاحب متخلص بہ شاد والا دودمان مہاراجہ رام نارائن بہادر ناظم صوبہ بہار یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال کی تھی

ماشاء اللہ یہہ کیا تیرا معطر گیسو
نافۂ مشک ختن سے بھی ہے بہتر گیسو

کیا کرون وصف کہ کیا ہے ترا دلبر گیسو
سنبلستان ارم یا کہ معنبر گیسو

لب سے آنکھون سے زنخدان سے رخسارون سے
سب سے خوبی مین بڑھا ہے ترا انبر گیسو

سورج گرہن کا گمان ہووے منجم کو ابھی
رخ خور تاب سے الجھا ہین جو دم بھر گیسو

عکس تاج مرصع سے یہہ ہوتا ہے گمان
دشت ظلمات مین ہے معدن گوہر گیسو

آج کیا ہے کہ پریشانی ہے چہرے سے عیان
کیون سراسر یہہ نظر آتے ہین ابتر گیسو

کیون اوداسی ہے یہ بشرہ پہ کہو حال ہے کیا
رخ کے فق رنگ ہین کیون اور ہین ابتر گیسو

دست رس کیسے ہوے ارض و سما کی دوری
آپ کے پانون تو ہین آج فلک پر گیسو

یہہ خطا اپنی ہے خود کردہ را یان علاج
خود پشیمان ہون چڑھا کر تجھے سر پر گیسو

بال کھولے نہ لب بام تم آؤ ہرگز
کہین بن جائین نہ اوڑجانے کو شہپر گیسو

کیا ادلٹ پھیر ہے کیا شان خدا ہے طاہر
شانہ گیسو پہ کبھی شانے کے اوپر گیسو

ردیف ظ

ظہور تخلص شاعر نازک خیال منشی شیخ ظہور حسین صاحب ابن جناب منشی علیم اللہ صاحب فارسی و عربی و انگریزی دان مرحوم و مغفور شاگرد رشید جناب تدبیر الدولہ منشی مظفر علی خانصاحب بہادر اسیر

قصد تسخیر نہین ہین اوس خط کو ملا کر گیسو
کشور دل پہ چڑھے ہین مع لشکر گیسو

آئینہ ہے وہ رخ صاف تو جوہر گیسو
کیون نہون لائق تحسین سکندر گیسو

آئے اعجاز پہ جس دم وہ فسونگر گیسو
کبھی موسی کا عصا ہو کبھی اژدر گیسو

گل شبو سے زیادہ ہین معطر گیسو
تاجر مشک ہین سوداگر عنبر گیسو

دیکھین اوس آئینہ رو کو جو مکدر گیسو
رکھین سر سایہ صفت اوسکے قدم پر گیسو

سبزہ کیا مال ہے سنبل کی حقیقت کیا ہے
خط جو دلکش ہین پہ بھاری ہے ترا تو گیسو

عین وعدے پہ حجاب رخ روشن ہو کر — اور ڈھائے گا قیامت دم محشر گیسو

خوف کیا کچھ نہ مضر ہوگا تصور اسکا — مار آیا ہے مری آنکھوں کے اندر گیسو

حسرتیں یوں دل صد چاک کی نکلیں یارب — جیسے شانے سے نکلتے ہیں ہمہ تار گیسو

لیتے پایا نہ بلائیں شب وصلت ہیہات — رہ گئے دست تمنا میں الجھکر گیسو

ہم ہیں دونوں کے غلام احمد و حیدر کی قسم — ہے بلال انکا اگر خال تو قنبر گیسو

لامکان دہن یار میں پائی ہے جگہہ — عرش اعلا کی بھی چوٹی سے ہے بڑھکر گیسو

بخطا مجھسے پھرے ہیں تو بلا سے پھر جائیں — توبہ توبہ نہ خدا ہیں نہ پیمبر گیسو

پاؤں سے اونکے نہیں غیر نے سینکیں آنکھیں — ہاتھ رکھ کر ہی کھڑے ہیں مرے سر پر گیسو

کچھ اشک کے طوفاں سے بچایا کیسا — ہیں جہاز دل عشاق کے لنگر گیسو

ضد سے خاشاک شہ سر پہ مری پھینکیں تو سہی — پیر ہی آنکھوں پہ وہ مژگاں ہیں سر پہ گیسو

خوب پٹو ہیں لیا دلکو تماشا کر کے — بانکا بھانمتی کا ہے فسونگر گیسو

دلکو کسطرح سے قابو میں یہ کر لیتا ہے — جانتا ہے نہ کوئی سحر نہ منتر گیسو

سر گنبد ہائے میں جو لی یار نے منہ میں چوٹی — آ گیا موج میں اپنے لب کوثر گیسو

لمعۂ عارض تاباں نے اوڑایا ایسا — بن گئے طرۂ تاج شہ خاور گیسو

کہکے رستی شب وصلت یہ ڈرایا مجھکو — چھٹ گئے ہاتھ سے گھبرا کے برابر گیسو

خاک پہ پھینکدیا موئے شکستہ کیطرح — اس دل زار کو شانے نے بنا کر گیسو

سو دہن حلقوں سے رکھتا ہی مگر کیا حاصل — نہ سخن دان نہ سخن گو نہ سخنور گیسو

لاکھہ شانے نے بگاڑا بھی بنایا بھی مگر — حرف شکوہ کبھی لایا نہ زباں پر گیسو

خوف ہے خرمن دل پر نہ گرائیں بجلی — چھائے ہیں ابر کے مانند ہوا پر گیسو

سحر عید سے بہتر ہے جبین روشن — ہے فضیلت میں شب قدر سے بڑھکر گیسو

طاق مسجد میں سر شام جلاؤ نہیں چراغ — گر مہتم شب ہجراں کو کریں سر گیسو

کیا صفائی ہے کہ حال اپنی پریشانی کا — صاف کہہ دیتا ہے آئینہ کے منھ پر گیسو

جنکی توصیف مین ہے سورۂ واللیل ظہور
سائبان حشر کو وہ ہوں مرے سر پر گیسو

ردیف ع

عاقل تخلص منشی بھگوان دیال صاحب صاحب تصانیف کثیرہ سررشتہ دار مطبع منشی نولکشور صاحب شاگرد منشی گوبند لال صاحب متخلص بہ صبا سرشتہ ماسٹر نارمل اسکول لکھنؤ

رباعی

سیل دنیا و فکر عقبے دارم
ترسم عاقل کہ من نہ دیوانہ شوم
بس دشوار سے وسخت مشکل دارم
عاقل از دوش بار سر رفت ولے
محلو زخطاست سر بسر دامن ما
اے گرمے آفتاب رحمت رو دسے

ایضاً

عشق بتاں و اشتیاق مولی دارم
یکسر دارم ہزار سودا دارم
گفتن نتوان غمیکہ در دل دارم
بار احسان تیغ قاتل دارم

ایضاً

گرد عصیان نشستہ بر دامن ما
گر آب گناہ گشتہ بر دامن ما

غزل طرح

ہست در گشتنم از بار فزون تر گیسو
زو پریشان شدہ شیرازۂ جمعیت دل
ہست در آئینہ تصویر خوش ما بر سیاہ
اے شب ہجر سیہ بخت سیہ روئے تو باد
پابزنجیر چہ انیست فشار مویش
بود تقدیر کہ پابند بلا ساخت مرا
بسکہ تقدیر پریشانئے من طول کشید

کم بود زہر دو روش بود در گیسو
از پئے بر ہمے من شدہ خوگر گیسو
نسبت بر روئے صنم عکس معنبر گیسو
کہ نباشد بہ سیاہی تو ہمسر گیسو
سو حذر جز تقبیل ہست سراسر گیسو
راست الزام در دہم نبود بر گیسو
باد رازش نگر دید برابر گیسو

سرخ مو باف بزلف سیه انگل نیست | بود سنبل شده خوش لالهٔ احمر گیسو
کردهٔ زلف پریشان و پریشان گشتم | جمع عشاق تو برهم زده یکسر گیسو
نیست محتاج سلاسل بجنون عاشق زلف | گر دو سو صورت زنجیر بود هر گیسو
گر گهی سبزهٔ رخسار تو بیند واعظ | خاک آلوده کند بر سر منبر گیسو
بال پرواز کشادست سوی اوج کمال | طائر حسن تو تا یافته شهپر گیسو

طرفه ماریست که بنشسته بگنجینهٔ حسن
نیست **عاقل** برخ یار سمن بر گیسو

گشت در خواب نهان روی صنم در گیسو | شد پی دفع مگس صورت چادر گیسو
مغز هم از نکهت خود کرد معطر گیسو | هست چون نافهٔ تاتار معنبر گیسو
سو بسو حال پریشانی من ظاهر ساخت | کرد آن شوخ چو وا عقد معنبر گیسو
تا که شد جلوه ده آئینهٔ روی صنم | یافت با ظلمت او بخت سکندر گیسو
میکند حال پریشانی من گوش گذار | پیش آن شوخ بهم گشت همسبه گیسو
مو شگافان چو درین عقده پریشان بند | کرد واسورهٔ واللیل سراسر گیسو
شد مصون کشتی حسن تو ز طوفان ولا | ناخدای قدرش ساخته لنگر گیسو
قطرهٔ آب ز هر موی دم غسلش بچکید | ابر نیسان شده در بارش گوهر گیسو
داشت سودای سر همسرش سنبل از آن | در رگش از سر هر مو زده نشتر گیسو
جان عشاق حزین بند کمند مو کرد | ساخت خوش عالم ارواح مسخر گیسو
جان گر بند هزاران دل عشاق درو | بین که دودیست پر از شعلهٔ اخگر گیسو
روشن است این که بود روی تو شمع پر نور | تیره دودیست بر آن شمع منور گیسو
رنگ و بوی گل من چیده دکان عطار | صندل تر تن و مشکین خط و عنبر گیسو
بخت تاریک مرا نور سعادت **عاقل** | چون سپیدیست پی رشته نما گیسو

عیش تخلص منشی شیخ فدا علی صاحب المشہور بہ چھجے صاحب ابن شیخ منور علی صاحب مرحوم و نبیرۂ شیخ محمد علی خانصاحب شیخ فقیر صاحب مرحوم رئیس و زمیندار قدیم شہر لکھنؤ مولد و مسکن انکا خاص شہر لکھنؤ ہے شاگرد رشید ہیں جناب سید حسن عسکری صاحب عرف میر کلو صاحب مرحوم متخلص بعرش کے اور وہ خلف الصدق ملک الشعرا میر محمد تقی صاحب میر تخلص کے تھے ایک دیوان اور مثنوی سحاب درفشاں اور مثنوی نجم طالع معروف بہ مہر درخشاں اور ایک مخمس مسمی بہ طلسم حیرت اور ایک واسوخت اور ایک مسدس مسمی بہ فغان عیش اور ایک قصہ مسمی بہ فسانہ دلفریب نثر اور چند مرثیہ و سلام و دیگر متفرقات کلام انسے یادگار ہے

تاب خوردہ نہیں آپکے کیونکر گیسو
رہتے ہیں شعلۂ عارض کے برابر گیسو

ہمنے دیکھے پرے حور کے اکثر گیسو
تیرے گیسو سے نظر آئے نہ بڑھکر گیسو

تا کمر آئے جو اسے یار لٹک کر گیسو
دام میں لائیں گے عنقا کو مقرر گیسو

بل کئی لیتے ہیں عبث آپکے خودسر گیسو
کیا بنا لیں گے بھلا مجھسے بگڑکر گیسو

کیوں جگہ پائیں نہ محبوب کے سر پر گیسو
قدر میں ہیں شب معراج پیمبر گیسو

کیا ملے ہیں تجھے اے حور معنبر گیسو
سنبل باغ جناں سے بھی ہیں بہتر گیسو

سر تربت جو نہیں آتے ہیں ماتم کے لیے
نوچ کر قبر پہ رکھہ جاتے ہیں اکثر گیسو

چاند کا یار گہن میں نہیں رہنا اچھا
مہر وش منہہ مجھے دکھلا دے اوٹھا کر گیسو

ہمکو الجھن سی رہی نیند نہ آئی شب بھر
لکھدیں حال پریشان کا جو دفتر گیسو

رات دن آئینۂ رخ پہ پڑے رہتے ہیں
مانگ لائے ہیں مگر بخت سکندر گیسو

دلمیں آنکھوں میں کلیجے میں رہا کرتے ہیں
ہو کے آوارہ پھرا کرتے ہیں گھر گھر گیسو

اونکے بالوں کی رقم وصف جو دیوانوں سے
خط سنبل تو بنا خط مسطر گیسو

روے پر نور ہے والشمس کی تفسیر اگر
شرح واللیل ہے ریحان سراسر گیسو

چوم لو لگا انھین بے خوف و خطر یاد رہے
ہین مجھی مو سے ہون جو ہین صورت اژدر گیسو

پاس ہین زر ہین وہ سانپ پھرا کرتے ہین
کالے کالے نہین لہراتے ہین رخ پر گیسو

ہے دہن چشمۂ حیوان اگر اے قاتل ترے
موجۂ آب بقا ہین یہ معنبر گیسو

یاد گیسوے پرافشان مین نہین نیند آتی
رات بھر ہجر مین گنواتے ہین اختر گیسو

یاد ان بالون کی چھاتی سے نہین ٹلتی
ہو گئے کیا مری تقدیر سے پتھر گیسو

کیون نہ پابند ہو مرغ دل وحشی میرا
خال دانہ ہے تو ہین دام سراسر گیسو

کوڑیالا مری تربت پہ نہ کسطرح اوگے
یاد آتے ہین مجھے قبر کے اندر گیسو

اوسکے گیسو سے جو تا زیست محبت تھی مجھے
موت بھی آئی دم نزع تو بنکر گیسو

رد کیے انکو یہ بے طور بڑھے جاتے ہین
مجکو جامے سے نظر آتے ہین باہر گیسو

شش جہت مین نہین رکھتے ہین یہ اپنا جواب
چشم و ابرو و قشقہ خال و خط و سر گیسو

عاشقین کس دھوم سے جاتا ہے جنازہ میرا
تا لحد ساتھ ہین کھولے ہوے دلبر گیسو

عالی تخلص مرزا غلام مرتضے شاگرد رشید نسیم دھلوی فن نستعلیق مین مہارت تام اور ملکہ عام حاصل ہے شاگرد رشید مرزا علی رضا جواہر رقم مرحوم کے ہین مولد و مسکن لکھنؤ ہے یہ غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال کی تھی

گرد عارض نہین گیسو کے برابر گیسو
ہالۂ ماہ بنے ہین یا وہ معنبر گیسو

قتل عاشق کے لیے کچھ بھی ہے انداز ترا
ہر گھڑی بنتے بگڑتے ہین جو رخ پر گیسو

انکو بھی ہے تری آشفتہ مزاجی کا اثر
بات کرنے مین بگڑ جاتے ہین اکثر گیسو

کچھ نہ کچھ آج رقیبون نے لگایا ہے ضرور
کہ خفا آپ ہین برہم ہین معنبر گیسو

کبھی خالی نہین رہتے کبھی پیشانی سے
واقعی ہین کسی عاشق کے مقدر گیسو

بڑھ گئی اور بھی شوریدہ سری کچھ اپنی
کیون احبا نے بلائے ترے دھو کر گیسو

سیکڑون خط نظر آنے لگے دم بھر جسبدن | سو گئے عارض نازک پہ وہ رکھکر گیسو

ہے پریشانیِ خاطر کا سبب کچھ عالی
خواب مین مجکو نظر آتے ہین شب بھر گیسو

عقیل تخلص محمد حسن خانصاحب باشندے قدیم لکھنؤ کے ہین شعر اچھا لکھتے ہین یہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

دام مین مجکو پھنسا بیٹھے مقرر گیسو | دم بدم دیکھیے نہ تو ایدل مضطر گیسو
ہاتھ غیرونکا سر یار پہ پہونچا ہیہات | چھونے پاے نہ ہمین ایدل مضطر گیسو
جو شبیہ سرو سے ہے قامت موزون صنم | گل سے عارض ہین تو سنبل سے ہین بہتر گیسو
خوف ہے قافلۂ صبر نہ لٹجاے کہین | راہزن قہر کے ہین ایدل مضطر گیسو
پھر ہوا زلف پریزاد کا سودا دلکو | بیڑیان مجکو پنہا بیٹھے مقرر گیسو
شام اور صبح کو اکجا وہ دکھا دیتے ہین | لب بام آتے ہین جب چھوڑکے زنجیر گیسو
اے پری کیون ترا دیوانہ نہ سودائی پھرے | سحر کرتے ہین بلا کا یہ فسونگر گیسو
کیون نہون زہرہ جبین تجھپہ فرشتے عاشق | سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو
آج تک دام محبت سے رہائی نہ ہوئی | ایکدن دیکھے تھے اوس شوخ کے دم بھر گیسو
وصل کی شب بھی نکچھ دلکی تمنا نکلی | آئینہ مین وہ بنایا کیے شب بھر گیسو
پاس سے چہرۂ روشن کے ہٹاکر بیٹھو | لیتے ہین بوسۂ رخسار منور گیسو
قصد ظلمات کے جانے کا نہ ہر گز کرتا | اے صنم دیکھتا تیرے جو سکندر گیسو
جوڑا لپٹا ہوا پاونگا جو کھولے وہ صنم | صورت مار نظر آئین سراسر گیسو
اوٹھیگے زلف صنم کا مجھے سودا ہوگا | خواب مین مجکو نظر آتے ہین اگر گیسو
سحر وصل ہے پہلو مین شب ہجر انکے | اے پری پاہین ترے رنگ کے برابر گیسو
ہے خطا مشک ختن سے بین اگر دون تشبیہ | کہین عنبر سے ہین نکہت مین فزون تر گیسو

گالیاں دیں کبھی کوسا کبھی مارا اوسنے / کیا ہوا ہو نہیں خجل یار کا چھو کر گیسو
دیکھکر مردم آبی کو بھی سودا ہو جائے / دھوے دریا میں جو وہ شوخ ستمگر گیسو
ہے غضب سر اوسی سردار کا ہو پریشان / عید کو ہاتھ میں دیں جسکے ہمیشہ گیسو

اے عقیل آٹھ پہر وصل سے خورسند ہوں میں
دنکو رخ دیکھتا ہوں یار کا شب بھر گیسو

عاجز تخلص ایک صاحب متوطن حیدرآباد دکن کا ہے یہہ غزل بذریعہ خط کے اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی اور کچھہ حال معلوم نہوا

صاف ہوتا نہیں رہتا ہی جو بل پر گیسو / سر چڑھانے سے ہوا یار کے خودسر گیسو
دام زنجیر ہے اور افعی و اژدر گیسو / خوب تونے تو نکالے ہیں یہہ جوہر گیسو
روبرو آئینہ رہتا ہے رخ روشن کا / ہے مگر اپنے زمانے کا سکندر گیسو
مو بمو اس میں چمک ہے جو رخ روشن کی / ہو گیا رشک شعاع خور خاور گیسو
دو طرف گیسو ہیں اور اوس میں رخ روشن ہے / ہے وہ رخ نور خدا اوسکا ہی مظہر گیسو
دہاں صبا کا بھی گذارا نہیں ہوتا ہرگز / حق نے بخشا ہے تجھے یار مطہر گیسو
عشق گیسو میں رہے گا نہ دلا تو آزاد / دام میں لائے گا اک روز مقرر گیسو
عارض شعلہ صفت کی جو ہی حلقوں سے نمود / ہے یہہ حیرت کہ ہوا صورت مجمر گیسو
دل جو گیسو سے نکل چاہ زنخدان میں گرا / آب حیوان کا ہے ظلمات میں رہبر گیسو
ملک ہستی و عدم میں جو ہے شور ظلمات / تا کمر آسکے مگر اوسکے لٹک کر گیسو
کھینچتی ہے دل عشاق پر ابرو شمشیر / مارتا ہے فقرہ یار سے خنجر گیسو
صاف ثابت ہی رہا محفل اغیار میں تو / ہے تری چشم جو مخمور تو ابتر گیسو
تیری نکہت کی تمنا میں ہیں سب اہل ختن / آہوے چین ہوے دیوانہ اسیر گیسو
دسترس اپنی نہوا ور تو رہے عارض پر / کیا شکایت ہے تری اپنا مقدر گیسو

بوسہ کا بخل اوسے ہے نہین نکہت کا بخیل
تنگدل ہے دہن یار مخیر گیسو

توسن طبع روان کیون نہو اپنا عاجز
تازیانہ جو لگاوے مرے دلبر گیسو

ہے جو حاصل تجھے قرب رخ انور گیسو
تو ہوا مطلع خورشید کا ہمسر گیسو

کبھی کافر کو نہو رغبت قرب قرآن
تو ہے برگشتہ رخ یار سے یکسر گیسو

روے روشن کے تقرب سے ہین ہون حیران
روے روشن ہے ہمہ سینہ کہ سحر گیسو

دونو جانب سے مسلط ہے رخ روشن پر
یاد رکھتا ہے کوئی سحر کو منتر گیسو

اس سے حسن رخ دلدار کی ہے زیبائش
کیون نہ کہیے کہ ہوا حسن کا زیور گیسو

روز و شب فرازل سے ہوی لازم ملزوم
ہو قیامت جو نہو رخ کے برابر گیسو

پیچ لاتا ہے فنے ہین کہین مار و افعے
تو کہین دام بلا ہے کہین اژدر گیسو

پھنس گئے سارے دل مومن و کافر اسمین
کھل گئے یار کے جب بر سر منبر گیسو

عشق ہے انکو بھی شاید کہ رخ روشن سے
یہہ صبا سے نہین اوڑتے ہوے مضطر گیسو

دود و شعلہ کا ہوا ساتھ ازل سے لازم
کیون نہو آتش رخسار صنم پر گیسو

قد موزون کمر نازک و دست رنگین
چشم جادو لب شیرین و معنبر گیسو

آب حیوان کا ظلمات مین جو یا پھرتا
دیکھہ پاتا ترے رخ پر جو سکندر گیسو

اسکے حلقو نمین نمایان جو ہین رخسار صنم
ہو گیا ہے مرے نظارہ کو منظر گیسو

ہے برابر رخ و عارض کے کبھی بے ادبی
اس ندامت سے گرا اوسکے قدم پر گیسو

خط جو آیا تو اوڑا حسن عدم کو اوسکا
زیور حسن تھا اب ہو گیا شہپر گیسو

ہین بچھایا دل کافر و مسلم کافر
کیون بتون کو دیے اے خالق اکبر گیسو

اور پڑھتا ہون غزل ایک مسلسل عاجز
چھوڑتا دلکو نہین ہو گیا دلبر گیسو

مشک چین نافۂ تاتار سے بہتر گیسو
نکہت قدرت حق سے ہے معطر گیسو

انکے پھندوں میں ہیں لاکھوں دل عالم قیدی
تاب ہے کیا رکھتے ہیں خوبان ستمگر گیسو

ہے غضب عارض گلرنگ پہ سرخی شراب
عکس سے جسکے ہوئے غیرت اخگر گیسو

آب حیوان ہے وہ رخ اوسکی حفاظت کے لیے
ہوئے ظلمات خط و زلف سکندر گیسو

تار ہر مو میں جو پاتا ہوں نہیں سحر اثر
کیا ہے ماران سیہ کا کوئی لشکر گیسو

کیا کہیں باد صبا نے اوڑھی تیری نکہت
تیرے جویان جو ہیں آفاق میں گھر گھر گیسو

کیا ہی دھوکا تھا در گوش صنم سے واللہ
میں سمجھتا تھا کہ ہے معدن گوہر گیسو

میرے ہی خون سے ہے یہ سرخ دوپٹہ قاتل
عکس سے جسکے ہوا لالۂ احمر گیسو

دل تو ہے نذر تری پیش میں ہوں تجھسے نادم
واسطے تیرے یہ ہدیہ ہے محقر گیسو

یہ در گوش چمکتا ہے ترے سایہ میں
یا ہے روشن شب تاریک میں اختر گیسو

لالہ رویوں کی بہاریں ہیں تری قسمت میں
ایک اک عارض خوبان ہے گل تر گیسو

کوہ و صحرا میں پھرے دیر و حرم بھی دیکھا
ہیں تمنا میں پریشان ترے در در گیسو

اسمیں لذت وہ کہاں گو کہ ہے یہ دام کمند
نوک مژگان سنا ہوگا کبھی نشتر گیسو

فیض اسکا بھی حیات ابدی ہے دل ہے
دیکھ لیتا رخ انور جو سکندر گیسو

شاعروں سے کہیں یہ مضمون کبھی بن ہی جسیم
در حقیقت تو نہ تو مشک نہ عنبر گیسو

ہم سخن سنج نہیں اور نہ شاعر عاجز
باندھتے ہیں مگر اسطرح سخنور گیسو

عاشق تخلص مرزا محمد مرتضے عرف مچھو بیگ مولد و مسکن لکھنؤ شاگرد جناب مرزا اصغر علیخان متخلص نسیم دہلوی

ہمسے تقدیر میں دو ہاتھ ہیں بڑھکر گیسو
کبھی شانے نہیں ترے ہیں کبھی زیور گیسو

کیا بلا ہے کہ کچھ حد ہے نہ پایان جسکا
طول میں ہجر کے شکوہ کا ہے دفتر گیسو

اوڑھنا سر پہ دوپٹے کا نہ آیا بنو
جتنے اندر ہیں لوا او تنے ہیں باہر گیسو

چاند خان نے مرے بالو نپہ جو چھڑکی افشان
ہو گئے اونکی بدولت یہ تونگر گیسو

باجی شکل کو اوڑاتا ہے سمن بو کسطرح
جب سے شمشاد نے سونگھے ترے دلبر گیسو

مشکل پہچانے نہ ماموں وہ نگاڑن نقشہ
رخ پہ اوڑ نا گنی آئی جو بنا کر گیسو

دو وہ بیٹے ہیں بھیڑ و سانپ کٹھو رہیں بہن
چھاتیوں پر نہیں آتے ہیں لٹک کر گیسو

گر کسی ہاتھ جو اتکی ترے ماموں آجائے
مارنا خوب سا موز سے کے پکڑ کر گیسو

چھپتی ہیں سانپ کی اچپان سے کی سنبل
شب کو شانو نپہ نہ چھوڑا کرو دلبر گیسو

چند یا دیتی ہے دکھائی نہ کہیں چڑھ جائے
کھینچ لے دائی تو بچے کے پکڑ کر گیسو

چوٹیاں اتنی لگاؤں نہ مرے چاند بیاں
اسے مداری مرے چھوٹے تو مچھندر گیسو

دل پھنسا لیتے ہیں مردونکا ابھی سے باجی
اس سے کیا اور ستم ڈھائینگے بڑھکر گیسو

چار قل پڑھ چکے ہیں یار کے کنگھی کرتا
نقص پڑ جاتا ہے گر جاتے ہیں دلبر گیسو

چھڑکی جب مانگ میں افشان تو نصیبا چمکا
مفلسی دور ہوئی بنگئے اختر گیسو

ماموں رسی کیطرح منہہ پہ پلٹ آتے ہیں
باجی زلفوں نے چڑھائے ہیں بھرے سر پر گیسو

سانپ عنبر کے جو ہیں راتکو سوئی کلو
باجی سنبل کیطرح ہو گئے ابتر گیسو

رکھے منت کے ہیں اسوجہ سے پٹے بنو
سر پہ رکھتی تھے ہیں سستی ہوں [illegible] گیسو

لوح عصمت کے ہیں جو ڑے کا تصور کرتی
خوابمیں دیکھتی ہوں رات کو اکثر گیسو

عالی تخلص منشی محمد جعفر صاحب خیر آبادی انکی تصنیفیں متعدد نظم و نثر فارسی میں ہیں گلدستہ مجاہد بطرز سہ نثر ظہوری ہفت منظر جواب ہفت اختر مصنفہ قاضی محمد صادق خان اختر وغیرہ کے لکھا ہے

روز ایمان بہ بشارت زدہ ظلم سیہ گیسو
شب لیس آرد بکشش شانہ بکن تر گیسو

عطر سنبل بشنود دیدہ بیدار بخواب
عطر بدہد دم خوابت بہ نسیم ار گیسو

خون من ریزد و بیند شاد چو در آئینہ
چہرہ گلرنگ بخون من و احمر گیسو

چشم بد دور عذار تو ہرا زد ز امید
چہ کند گر دل من شب بکمند در گیسو

چون در سایہ سنبل چمن از رشک من
رنگ عنبر از خطت سازدت اخضر گیسو

سیر خورشید بہ عقرب بار حرارت دیدم
بہ محبت گشت پریشان سر من گر گیسو

مہ بہ بینم بہ پریشانی کاکل امشب
مگرت رنگ نصیب است بقدر گیسو

چارہ خستگی دل ز مسیحا چہ شود
زندش گر غمزہ ات ناوک و نشتر گیسو

جست و جوئے حرم احباب بہ پہلوے سود
عرض آمد دل آشفتہ و چو بہر گیسو

نہ آتشین رخ من سوختہ اخگر بفروز
خود بپرورم منشان ز آتش و اخگر گیسو

بہ تمنائے شمیمے دل عالی از دید
زود جانا بفشان بجبیں گیسو

ردیف غ

غنی تخلص نواب غنی بہادر خلف نواب حامد حسین خانصاحب بہادر ابن نواب امین الدولہ بہادر مرحوم

ہے مناسب کہ چھپا تو تہ چادر گیسو
گل نہ کر دے کہیں چراغ رخ انور گیسو

ماہ رو یوں سے نظر آتے ہیں اکثر گیسو
گیسوؤں سے نہیں اوس مہر کے بہتر گیسو

عاشق زلف کا ہے نامۂ اعمال سیاہ
بن گیا صفحۂ قرطاس کا مسطر گیسو

دشت گردی میں تصور جو ہوا ہے مجھکو
صورت سایہ ہے ہمراہ ترا ہر گیسو

طائر دل کو اسیر کیے ہیں پھندے سے
بے سبب بکھتے نہیں یار کے گھونگھر گیسو

آپکی شکل شمائل سے بھلا کیا نسبت
کان رکھتا ہے نہ خورشید منور گیسو

بیٹھتے اوٹھتے کمر آپ کی بل کھانے لگی
چار ہی دن میں تمہیں ہو گئے دو بھر گیسو

اک سر مو بھی نہین سنگدلی سے خالی
سنگدل تم ہو تو کیون ہوون نہ پتھر گیسو

سانپ لوٹا کیے سینے پہ مرے وصل کی رات
آپ جو اپنے بنایا کیے شب بھر گیسو

کھلنے کی نہین حاجت مجھے ای رشک مسیح
باعث زیست ہوے تیرے معنبر گیسو

لکھو فضا ایک غزل اور مقابل اسکے
دوسری اچھی ہو گیسو کے برابر گیسو

اپنی دوری مین بھی یاد آتی ہین اکثر گیسو
خود بخود کھنچ جاتے ہین مجھ تک ترے چھٹکر گیسو

چھوٹتے ہین جو یہہ مانند سیہ مستون کے
چشم میگون کے پیا کرتے ہین ساغر گیسو

میری نظرون مین نہین عطر کی انسے چمک
صاف اوڑا لاے ہین عکس رخ انور گیسو

ایک قلم دونون طرف میری پیشانی کا
تجھسے لکھتے ہین یہہ مضمون مکرر گیسو

رقص مین باندھکے دل میرا اک حلقے سے
نٹ کے مانند دیا کرتے ہین چکر گیسو

ظالمو جیسے شیطان سے کرو خوف ضرور
شکل ضحاک نہین دوش پہ اژدر گیسو

کیون سراپا نہ بلا سمجھون مین اوسکا [illegible]
سر سے ڈھلکر ہین پڑے اوسکے قدم پر گیسو

دونو عارض ہین ترے رشک بہار جنت
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

عشقبازی مین فضا سیکھے کوئی افسون
چھو سکے گا تو کبھی یار کے کیونکر گیسو

فدا تخلص فدا حسین صاحب وکیل عدالت دیوانی ضلع علیگڈہ ایک دیوان انکی تصنیف سے ہے شعر اچھا نظم فرماتے ہین یہہ غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال کی تھی

آفت جان ہین ترے اے بت دلبر گیسو
مجھکو رکھتے ہین شب و روز یہ مضطر گیسو

شب ہجر الجھے ہین ڈرتا ہون خدا خیر کرے
نظر آتے ہین مجھے خواب مین اکثر گیسو

تو سمجھے ہی ہی اے بت وارستہ مزاج
ہے ترے حسن خداداد کو زیور گیسو

[illegible]
[illegible]

کیون وہ ہلتے ہین صبا سے کہ ترپتا ہی نہین — ظلم کرتے ہین نہ کیا کیا مری جان پر گیسو

ہر نفس نافہ تاتار کی گویا ہے شمیم — کسقدر رچی ہین بسے ہین ترے کافر گیسو

گو رہین بھی نہ مری جان سے چھوٹا جنجال — بعد مردن نظر آتے ہین سراسر گیسو

تیرے گیسے شب دیجور سے نسبت کیا ہے — ہے مرے نامہ اعمال کا دفتر گیسو

داغ سودا ہے مرا نافہ مشک اذفر — بسے ہین مرے سر مین جو معنبر گیسو

ظلمت گور بھی ہے سایہ سنبل مجکو — یاد آتے ہین پس از مرگ جو اکثر گیسو

بے تکلف جسے سمجھا ہون غلاف کعبہ — کسقدر زیبا ہین ایجان ترے رخ پر گیسو

بچگیا ہون جو غم خال رخ تابان سے — مار کر چھوڑین گے مجکو یہ معنبر گیسو

قد قیامت ہے ترا زلف بلاے جان ہے — گو کج بالی کی جو عقرب ہے تو اژدر گیسو

ابر نیسان کی ہے بارش جو نہایا ہے تو — ہاے کس شان سے ٹپکاتے ہین گوہر گیسو

دلبری کے یہ اسباب فراہم ہین وہان — خال و خط چشم فسون ساز معنبر گیسو

سنبل باغ جنان بھی ہے مگر شرمندہ — کیسے اوس مشک پہ پیچے ہین معطر گیسو

لاکھ بچیے بلائی سے ہے بیماری ہیہ — اے پری رو تجھے کافی ہے یہ زیور گیسو

تیرگی مین جو برابر ہے یہ طولانی ہین — کب ہے میری شب ہجران کے برابر گیسو

اے فدا اوس بت گرد کے بقول استاد — سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

فخر تخلص سید فخر الدین حسین صاحب مولد دہلی طبع عالی رکھتے ہین فی الحال صدر ریاست اودہ مین وکالت کرتے ہین

جان لیتے کو یہ آفت ہین وہ کافر گیسو — مار ہی ڈالتے ہین دام مین لاکر گیسو

فتنہ زا حال اگر ہے تو قیامت قامت — دلربا اوسکے جو عارض ہین تو دلبر گیسو

گر نہین سحر کے کہہ آپ سے آرام کیا — کیون پریشان نظر آتے ہین سراسر گیسو

رات دن ایک زمانے میں نہوتا ہر گز
گر نہوتے ترے قامت کے برابر گیسو

ناز کرتے ہیں اوسے یہ جو اوٹھاتا ہے ناز
بلکی کب لیتے ہیں شانے سے اولجھکر گیسو

تحفہ پھر بڑھ نے لگا مادہ سودائی
پھر نظر آنے لگے خواب میں اکثر گیسو

فروغ تخلص مرزا کاظم علی صاحب شاگرد جناب منشی احمد حسین خان صاحب بہادر
عروج مولد و مسکن کانپور یہ غزل اس گلدستہ کے لیے بھیجی تھی اور حال کچھ معلوم نہوا

ایڑیوں تک گئے سو بار ہے کھل کر گیسو
بے حجابانہ ہے یار کی چادر گیسو

مرغ دل کیسی گرفتار ہو دیکھا ہی یا بلبل
ہاتھ میں دام ہے صیاد کے زنجیر گیسو

پھانسنے پر دل عشاق کے آجائیں اگر
لگے رکھیں نہ کبھی بال برابر گیسو

تاج سر کیوں نہیں کچھ فرق نہیں اچھے حسین
فوق لیجائیں نہ کیوں بال ہما پر گیسو

دلربائی میں نہ کچھ تیغ مژگان کم تھے
اور اندھیر ہوا ہو گئے دلبر گیسو

لحد تیرہ سے افزون ہے مرا ویرانہ
ہجر میں پیش نظر رہتے ہیں شب بھر گیسو

سانپ کا زہر اوتر جائے یہی مار گزیدہ
ایک قطرہ جو پلا دے کوئی دھوکر گیسو

رہے تقدیر شب وصل تو کم تھی لیکن
رات کو طول دیا تمنے دکھا کر گیسو

مانگ پر پیچ پڑا کچھ تو حجاب آیا اونھیں
عکس نے جسکے ہوئے اک نور کی چادر گیسو

سوتے ہیں لیکے جو چھپر میں مانگ کے وقت سحر
آبرو پاتی ہیں جو ہوں رشتۂ گوہر گیسو

رخ و پیشانی کے بوسے جو لیا کرتے ہیں
کیا حسد ہے جو نصیبے میں سکندر گیسو

صبح کاشانہ شب وصل میں آئے اونکو
اے نسیم سحری چھوڑ دے زنجیر گیسو

عشق کرنے ہی لگے اور ابھی بل کی لینے
ہم تو سمجھے تھے کہ رکھتے ہیں جو ہیں سر گیسو

شب دیجور کی اور سانپ کی پہنچی جو بنی
ہاتھ سے چھوڑ دیئے یار نے ڈر کر گیسو

پوچھیے اہل تشیع کے دہانے سے فروغ
عطر مٹی ہے وہیں اونکے معطر گیسو

فصاحت تخلص استادزادۂ عالی طبیعت جناب سید عباس حسن صاحب خلف اصغر جناب سید آغا حسن مرحوم تخلص امانت مولد او مسکن انکا شہر لکھنؤ ہے نسب اور سلسلۂ شاعری انکا وہی ہے کہ جو نسب اور سلسلۂ شاعری جناب سید حسن صاحب لطافت کا ہے اسواسطے کہ یہ برادر عینی جناب لطافت کے ہیں ولادت انکی بارھویں تاریخ ماہ شعبان سنہ ۱۲[illegible] ہجری میں ہے اس سال تک اکیس ۲۱ برس کا سن ہے شغل درس روز و شب ہے شیعہ اثنا عشری اصولی مذہب ہے پانچ برس کے تھے کہ فلک نے داغ یتیمی دیا والد ماجد نے انتقال کیا چھٹے برس سنہ ۱۲[illegible] ہجری میں اپنے برادر عالیقدر کے ساتھ سفر زیارات عتبات عالیات کیا کم سنی میں ثواب اخروی لیا اڑھائی برس تک خاص مدرسہ کربلاے معلیٰ میں علوم پڑھا کئے پانچ برس اس سفر میں بسر ہوئی گیارہ برس کا سن تھا کہ پھر کے وطن میں آئے ظل عاطفت برادر میں شفقت والد ماجد کے مزے پاے پڑھنے لکھنے سے کام رہا معلم نوکر رہے تحصیل علوم کا اہتمام رہا شانزدہ برس کے سن سے شعرگوئی شروع کی اسطرف طبیعت رجوع کی عروض و قافیہ و شعرگوئی میں شاگرد اپنے بھائی کے ہیں ابتداے شاعری سے ہے حوصلہ طبیعت آزمائی کے ہیں چنانچہ کلام انکا یہ ہے

زلفِ دوتا کا وصف غزل میں رقم ہوا — پہلے ہی سے شگاف میانِ قلم ہوا

چھوڑا جو دیر داخل بیت الحرم ہوا — بت ہوگئے خفا تو خدا کا کرم ہوا

پیری میں کیا عجب ہے جو وصلِ صنم ہوا — سیدھا تو ہے نصیب مرا گو میں خم ہوا

کہتا ہے مرغ قبلہ نما آکے دار سے — مجھ سا نہ دوسرا کوئی ثابت قدم ہوا

وہاں عبث ہے جانا ہمیں فرشتو نہ لیجیو — میں جسطرف گیا ادھر انبوہ غم ہوا

خسرو میں کوہکن میں جو تھی گفتگو شنو — قصہ گیا جو بیچ میں تیشہ حکم ہوا

لاکھوں کے جسم بعد فنا آئے اس زمیں — ابتک نہ سیر اسپہ کبھی تیرا شکم ہوا

تازہ کرتے ہیں ابدل یہ مشام جاں کو
سر تجھے پیچیں لائیں گے معنبر گیسو

سنبلستان ہو ہر اک جسکی سیہ پر صدقے
جائے گلشن میں جو کھولے وہ گل تر گیسو

کیا کہیں باد صبا مشک کی لیکر خوشبو
رکھتے ہیں روز دماغ اپنا معطر گیسو

شوق میں جب یہ شب وصل انھیں چھوتا ہوں
مارے جاتے ہیں ہر بار بگڑ کر گیسو

سر کٹے شوق شہادت میں جن پر وانے
پھانسی دیدیں مجھے یا چھیر دیں خنجر گیسو

جان ہم جائے مریض تپ فرقت کی ابھی
ہو اسکے بدلے سونگھا دو جو تم آکر گیسو

خواہش وصل میں عاشق سے ہٹاتا ہے وہ شوخ
ہوئے ہیں خواب میں وہ سمت بالیں آکر گیسو

شبکو خورشید ہی نکلا یہ گماں ہوتا ہے
رخ روشن کے جو رہتے ہیں برابر گیسو

دل پریشان ہوا جانیے آفت آئی
چھپ گئے یار کے شب دم تہ چادر گیسو

خوف سے ہوں نظر بد کے پریشاں مجکو
رکھ کے آنچل ہے وہ بیٹھے کہ برابر گیسو

حوصلے کسکے نکالے ہیں لپٹ کر مجھسے
جولی مسکی ہوئی ہے اور ہیں ابتر گیسو

اسکو ہر بات میں لیتے ہیں قسم بالوں کی
سر پہ رکھدیتے ہیں وہ مجکو بلا کر گیسو

طالب نکہت فردوس ہوں باد صبا
وہ سونگھا دے جو مجھے اپنے معنبر گیسو

ذوق تو انکا ہے پیر کہ جنھیں طفلی میں
اپنے دیتے تھے محبت سے پیمبر گیسو

ردیف ق

قدیم تخلص لالہ جواہر لال صاحب شاگرد نسیم دہلوی ساکن لکھنو فی الحال محرر اول سررشتہ تعلیم ضلع کھیری میں یہ غزل انشا کرکے بھیجی تھی

ناوک نوک مژہ کے ہیں برابر گیسو
ایک کیا سیکڑوں یاں چھپ ہیں ہمسر گیسو

چین ابرو سے بلا کش ستمگر گیسو
دل شکن دل شکف آزردہ و لاغر گیسو

چھپ نہ سکتے ہی نہیں اچھے فسونگر گیسو
دیکھتے دیکھتے مرجاتے ہیں اژدر گیسو

اونکا جھومر سے جو یاقوت کا گچھا لٹکا
سرخ بادل کی صفت ہوگئے احمر گیسو

سر بسر وحشت خاطر نے دیا زلف کو پیچ
سو پریشان تجھے دیکھا ہوئے ششدر گیسو

چوٹ جس دل پہ پڑی توڑ دیا سر اوسکا
نام کو بال ہیں پر ہیں پیچ ہیں پتھر گیسو

نکہت مشک کی شہرت یہ ہوئی ہند تا رے
چشم بد دور جلا دانۂ عنبر گیسو

موتی موتی کے رگ جان میں گذر جاتے ہیں
کار الماس کرین صورت نشتر گیسو

بال موتی میں جو پڑ جاوے نکما ہو جائے
یہاں پڑا دیتا ہے پر رشتۂ گوہر گیسو

کبھی اولجھے کبھی سلجھے کبھی سیدھے کبھی خم
پیچ سے آپ کے نکلا کوئی کیونکر گیسو

ایک مجموعۂ جنت جگر پہ کہ قیامت ہے یا
جوہر عکس نما ہے دم خنجر گیسو

صاف ہو جائے زمانے کا یہ سب تشویر
چھوڑ دو صورت دنبالۂ اختر گیسو

بازیگر سانپ نکالے تو تماشا کیا ہے
کھیلتے ہیں مرے سینے پہ بنگر گیسو

مانا سمجھے کہ وہ پیچ کبھی بن بن آئیں
ایسے پابند ہیں کہ کہاں سے وہ پیچ بہ پیچ

مین گلے ملکے جو روتا ہوں مجھے عیب نہیں
چشمۂ دیدۂ تر ہوتے ہیں اکثر گیسو

عشق پیچان کو سنا سنبل تر کو نہ کیا
ہمنے دیکھے نہ سنے ایسے معنبر گیسو

زلف و کاکل نے تو گمراہ کیا لاکھوں میں
ایک ہے آہ رسا کا مرے رہبر گیسو

یار برقع کی اوڑھانے کی ضرورت کیا ہے
ہیں خدا داد حجاب رخ انور گیسو

بال اوسکے جو سر پہ لٹکتے ہیں قدیم
خوش بیانی سے کہو کہدین سخنور گیسو

قوی تخلص محمود حسین صاحب ولد محمد حسین شاگرد محمد رضا صاحب صبر شعر اچھا کہتے ہیں مولد و مسکن انکا قصبہ کاکوری توابع لکھنؤ سے ہے
یہ غزل اس تذکرہ کے لیے بھیجی تھی

ڈر گئے سانپ جو دیکھے ترے کافر گیسو
ایسے موذی ہیں کہ طرہ ہیں بلا ہر گیسو

غم ہے کس کا جو یہ حالت ہے تمھاری پیارے
زرد چہرہ ہے پریشان ہیں سر پر گیسو

مشک و عنبر کی مری جان حقیقت نہ رہی
اسقدر عطر کی بو سے ہیں معطر گیسو

بحر خوبی جو بناوے گا کبھی دریا میں
مار دریا کے بنیں ہوں گے شناور گیسو

یاد رکھنا کہ گلے سیکڑوں کٹ جائیں گے
بس سنوارو نہ مرے اے مہ انور گیسو

اژدہا بنتے ہیں گہہ سانپ کبھی بنتے ہیں
قتل عشاق پہ مائل ہیں ستمگر گیسو

آے ہیں پاؤں تک ایجان یہ بڑھتے بڑھتے
نہیں معلوم کہاں جائیں گے بڑھکر گیسو

زلف پیچان کا شب ہجر تصور جو رہا
اژدہا بنکے ڈرایا کیے شب بھر گیسو

جعد مشکین ہیں جو اوس گل نے لپیٹے شب وصل
ہوگئے پھولونکی خوشبو سے معطر گیسو

پاؤں تک اور سے بڑھاؤ انھیں ایجان نہ
خون لاکھونکا تو اب کر چکے سر پر گیسو

باغ میں سنبل و سوسن کو ہوے لاکھ الم
جب سنوارے مرے گل نے بسی بلکر گیسو

جب کبھی مانگتا ہوں ساقی سے جام مے وصل
سانپ کے زہر سے بھر دیتے ہیں ساغر گیسو

ہے یقین ماہ شب چاردہ سے بہتر شب تیرہ
اے قمر آئین جو اوس شوخ کے رخ پر گیسو

ردیف ک

کیوان تخلص شیخ بدلی صاحب شاگرد مرزا کلب حسین خانصاحب بہادر نادر ڈپٹی کلکٹر ہیں بلگرام کے متوطن ہیں وطن انکا بلگرام ہے کانپور میں قیام پذیر ہیں طبیعت شعر گوئی کیطرف بہت مائل ہے

خال ہے کعبۂ رخسار میں سر پر گیسو
مجھ کو دانے سے تو ہیں دام کبوتر گیسو

پھول کنگھی کے فدا ہوں گے تصدق سنبل
وہ جو کھولیں گے کبھی باغ کے اندر گیسو

عید کے روز ہے تعویذ طلائی سر پر
آج آتے ہیں نظر صاحب زیور گیسو

ہاتھ میں یار کے رہتا ہے دم شانہ کشی
انگلیوں کو سمجھتے ہیں سکندر گیسو

سانپ لازم ہین جو آپکی حفاظت کیلیئے — دو نو جانب ہین ترے رخ کے برابر گیسو

آکے نزدیک پھر البوسۂ شیرین نہ لیا — تجھے دہن چشمۂ حیوان تو سکندر گیسو

یون زبانی تو نہ مانینگے کسی کا کہنا — تیرے گیسو ہین دکھا دے کوئی بہتر گیسو

حلقہا ہے خم کاکل سے بنا ہین مخبرین — کیا عجب ہے کہ بنا ہے کوئی محضر گیسو

آپ کے بندۂ الفت ہین عجب وحشت ہے — کر سکے گا نہ گرفتار ہمین ہر گیسو

خُلد مین یار کی تعریف کرونگا کامل
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

کمال تخلص منشی عباس مرزا صاحب ابن مرزا غلام مرتضے شاگرد منشی امیر اللہ تسلیم متوطن لکھنو محلہ جھوائی ٹولہ یہ صاحب فی الحال مطبع سے تعلق رکھتے ہین

کس بلا کے ہوے ہین آج معطر گیسو — مشک و عنبر سے بھی خوشبو ہین بہتر گیسو

بل جو رخسار و نہ کھاتی ہین یہ دلبر گیسو — ڈسنے کو عاشق مضطر کے ہین اژدر گیسو

آجکل کیا ترے جوبن پہ ہین دلبر گیسو — قتل عاشق کو کرینگے یہ مقرر گیسو

ہوتی ہے لغزش پیہم جو انہین ہے یہ سبب — ناز کرتے ہین فقط تیری ادا پر گیسو

آئنہ سامنے رکھا ہے خدا خیر کرے — دیکھئے قتل کسے کرتے ہین بنکر گیسو

صورت آیۂ واللیل نظر آتے ہین — کیا قریب ہین ترے مصحف رخ پر گیسو

اور اوصاف سراپا مین زبان ہے قاصر — سنبل باغ جنانسے بھی ہین بہتر گیسو

جو پھنسا دل ترے پھندے مین رہائی نہوئی — کیا اثر رکھتے ہین اے جان ترے زنجیر گیسو

ٹوٹتی جاتی ہے پریشانئ خاطر اپنی — کس بلا مین ہین پڑا ہون ترے چھوکر گیسو

آرزوے وصل کی دلمین رہی اے جان افسوس — ایک بوسہ نہ دیا رخسے ہٹا کر گیسو

مرض عشق کو صحت ابھی حاصل ہو کمال
اپنے دھوکر جو پلا دے مجھے دلبر گیسو

ردیف گ

گلزار تخلص لالہ جگناتھ صاحب شاگرد خیراتی لال صاحب شگفتہ مولد و مسکن لکھنؤ

چھوڑتا ہے جو کبھی دوش کے اوپر گیسو
مری آنکھوں میں نظر آتے ہیں اژدر گیسو

نکلے افعی سیہ رنگ شب وصلت میں
ایک بلا کرتے ہیں نازل مرے سر پر گیسو

آپکو گر یہی انکار رہا تو بے خوف
بوسے لونگا میں رخسار کے لیکر گیسو

اسقدر سر پہ چڑھے ہیں کہ مری جانب سے
کیا ہی سرگوشیاں کرتے ہیں معنبر گیسو

زر فشانی اسے کہتے ہیں کہ خود غسل کے وقت
اپنے دامن سے لٹانے لگے گوہر گیسو

ہیں سیہ بخت پشیمان ہوں بلا سے اونکی
بوسے رخسار کے لیتے ہیں برابر گیسو

سانپ سے لوٹتے ہیں دیکھ کے سینے پہ مری
دوش پر اونکے جو لہراتے ہیں اکثر گیسو

کاکلیں حال دل زار سنا دیتے ہیں
ہوگئے شان خدا سے ہیں پیمبر گیسو

دیکھکر آئینہ تیغ در مقتل پر
نظر آتے ہیں برابر تہ خنجر گیسو

گردش بخت سے گلزار کے برہم ہوکر
خواب راحت میں بگڑنے لگے شبگیر گیسو

ردیف ل

لطافت تخلص شاعر نازک خیال استاد عدیم المثال واقف رموز سخن جناب سید حسن خلف اکبر جناب سید آغا حسن مرحوم تخلص امانت ابن سید تقیم عرف میر آغا ابن سید علی بن سید محمد تقی بن سید علی رضوی مشہدی مجتہد و کلید دار مشہد مقدس خراسان مولد و مسکن جناب لطافت شہر لکھنؤ ہے ہمہ تن خلق ہیں مروت کی خو ہے تاریخ دوم ماہ ذیقعدہ سنہ ١٢٥١ ہجری میں ولادت ہے شیعہ اثنا عشری اصولی مذہب حضرت ہیں اس سال بفضل ایزد متعال چالیس برس کا سن ہے شغل شاعری رات دن ہے چھبیس برس کے سن تک کتب درسیات پڑھتے رہے

رسا تھے ذہن سے علوم پڑھتے رہے والد ماجد کی زبان بند ہونے سے جو معذور رہتے تھے
اسوجہ سے علم عروض و قافیہ اور علم تجوید یعنے قرأۃ جناب قبلہ و کعبہ افضل الناس
مفتی سید عباس مدظلہ العالی بدوام الایام واللیالی سے حاصل کیا چند دن مین ذہنا
و عقل نے کامل کیا تیرہ برس کے سن سے شغل شعر گوئی رہا زور طبعیت سے دریا کے
مضامین بہا والد ماجد کی زندگی ہی مین ایسے مشاق ہوئے کہ مشہور آفاق ہوئے
پچیس برس کا سن تھا کہ فلک نے داغ یتیمی دیا والد ماجد نے انتقال کیا اونکے ڈیرہ سو
شاگردون نے انکی طرف رجوع کی اپنے اپنے کلام پہ اصلاح لی آج تک شغل اپنے
والد ماجد کے شعر و شاعری کا شوق ہے تحقیق الفاظ و صحت اشعار کا ذوق ہے
چھبیس برس کے سن مین کہ ۱۲۸۰ ہجری تھے زیارات عتبات عالیات کا قصد کیا
اہل و عیال وغیرہ کو ساتھ لیا قافلہ نواب ملکہ جہان بیگم صاحبہ کے ہمراہ شہر بمبئی مین
کئی ماہ اقامت پذیر رہے وہان بھی حلقہ بگوش طبیعت ہزارون رہتے دریا
مضامین بہتا تھا بازار شاعری گرم رہتا تھا طبیعت کا زور دکھایا اکثر اہل بمبئی کو
شاگرد بنایا وہانسے جہاز بادی پر سوار ہوکے سمت بصرہ روانہ ہوئے راہ مین
تیر تلاطم کا نشانہ ہوئے ایسا طوفان آیا کہ جہاز کو شکستہ و بے اختیار کرکے چودہ دن تک
بہایا میان طوفان اکثر اسباب اور ایک پورا دیوان دریا برد ہوا سمندر کی سیر
ہوا قطع امید زندگانی تھی ہر وقت پیش نظر مرگ ناگہانی تھی تین مہینے تباہ گم کردہ
راہ رہے چوتھے مہینے سمت قریۂ منگلا بے قریب کو جا کے کشتی منگا کے اوس
قریہ مین جانے کا ارادہ کیا چند سپاہیون کو ہمراہ لیا اوس قریہ کو نہایت پر آشوب
پایا حبشیونکی صورت دیکھ کے دل گھبرایا قصد اقامت کو فسخ کیا پھر جہاز شکستہ کا
رستہ لیا سمندر مین پہونچکے تلاطم امواج نے کشتی کو ڈبو دیا سبھون نے زندگی
سے ہاتھ دھویا غوطے کھا سے موت کے فرشتے پاس سے قدرت خدا سے ایک موج

کنارے کی طرف سے اولٹا ایسا آیا کہ سب کو قریب جہاز شکستہ پہونچایا ناخدا اور جاشوون نے
غوطے لگا لگا کے سبہون کو سمندر سے نکالا اس بلا کو سر سے ٹالا آخر کار مجبور و لاچار
اوس جہاز شکستہ کو چھوڑ دیا اور جہاز بادی کرایہ کو لیا شہر عدن مین جاکے اقامت
کی فصل حج بھی گذر گئی پھر شہر عدن سے جہاز بادی پر سوار ہو کے چار مہینے مین
شہر بصرہ مین آئے پھر وہان سے چلکے ثواب زیارت نجف اشرف پاے اڑہائی برس
خاص کربلاے معلے مین رہے اکثر سلام مسالمون کے اور مرثیہ کہے وہان بھی طبیعت کا
زور تھا شاعری کا شور تھا تحصیل مسائل و فقہ کا شوق رہا کتب احادیث سے
ذوق رہا دو بار زیارت کاظمین الشریفین و سامرہ سے شرف اندوز ہوے زہد و
تقوے مین مشہور روز بروز ہوتے پانچ برس اس سفر مین رہ کے پھر وطن کا خیال آیا
سمت لکھنؤ قدم بڑہایا وطن مین آکے ایک مثنوی مسمے بہ سرور المنتظرین تصنیف کی
حال جناب صاحب الامر علیہ السلام مین کتب احادیث سے تالیف کی بعد اسکے ایک کتاب
نثر زبان اردو مین بفرمائش جناب معلے القاب نواب ممتاز الدولہ بہادر دام اقبالہ
و ضاعف اجلالہ کہ تاریخی نام اوسکا کنوز آخرت اور لقب ممتاز المصابیح ہے کئی سو
کتب احادیث و ادعیہ وغیرہ سے تحقیق و تنقیح ہے یہ کتاب پسند خاطر مومنین ہے
جامع اصول و فروع دین ہے مسائل و ادعیہ و آداب و تعقیبات ہین تاریخہاے
سعد و نحس و استخارات ہین جناب قبلہ و کعبہ ممتاز العلما سید محمد تقی صاحب مرحوم
اعلے اللہ مقامہ اور جناب مقدس القاب سید محمد ابو الحسن صاحب مدظلہ کے ملاحظہ مین
آئی ہے دونو صاحبونکی دستخط خاص سے زینت پائی ہے دوسرا دیوان بھی غزلیات کا
ایسا تیار ہے کہ مضامین تازہ کا ایک چمن تیار ہے مثل اسکے والد ماجد کے بہا کا زبان
بھی طبیعت کو ایسی رسائی ہے کہ دور دور شہرت پائی ہے اکثر سانون اور جہولیان
دادری اور ٹہمریان ایسی مشہور ہین کہ زبان زد نغمہ سنجان ذی شعور ہین

معما اور چیستان تاریخ اور پہیلیان بھی نہایت خوب و مرغوب کہتے ہین اسی فکر مین
رہتے ہین اہل فہم لطف اوٹھاتے ہین مزے پاتے ہین سنہ ۱۲۹۱ ہجری نبوی سے تحقیق
و صحت ایک کتاب مسمی بہ ریاض لطافت کہ حروف معجمہ سے اس نام کی تاریخ بھی پیدا ہے
تخلص مولف بھی ہویدا ہے تالیف کر رہے ہین دگر مقصود مہر رہے ہین یہہ کتاب
مرجع ہے خواص و عوام کی ایک فرہنگ ہے کل شعرائے اردو گو کے کلام کی سہل الفہم
نثر اردو مین تحریر ہے تمام ہندی لغات کا بیان ہے صحیح و فصیح الفاظ کا اعلان ہے
فارسی او پہلوی و دری و ترکی و عربی بھی وہ لغت ہین کہ جو نظم و نثر زبان اردو مین
آتے ہین سند رہ بولے جاتے ہین ہر لفظ کے مذکر و مونث ہونے کی بھی تحقیق کی ہے
دیکھو کتب لغات وغیرہ کا نام بنام حوالہ ہے نظیر لکھ دی ہے ہر لفظ کا اردو مین
استعمال بھی مثل بہار عجم بیان کیا ہے اشعار اساتذہ کو بھی دلیل دعوی مین لکھ دیا ہے
اکثر الفاظ کی صفات و تشبیہات کی بھی تصریح ہے اردو کے اصطلاحات و کنایات
کی بھی تنقیح ہے امثال اردو کو بھی رقم فرمایا ہے اونکے صرف کا محل بھی بتایا ہے
عروض و قافیہ و تاریخ گوئی کا بھی بیان ہے صنایع و بدایع کا بھی اعلان ہے روز
بروز یہہ کتاب زیادہ تالیف ہوتی جاتی ہے شوق مشتاقون کا بڑھاتی ہے خدا جلد
اختتام کو پہونچاے ہر شخص نفع اوٹھاے شاعری مین سلسلہ انکا یہہ ہے کہ شاگرد
اپنے والد ماجد کے ہین اور وہ شاگرد میان دلگیر صاحب مرحوم مرثیہ گو کے ہین
اور وہ شاگرد مرزا خاقانی صاحب نوازش کے ہین اور وہ شاگرد میر سوز کے ہین
اور شاعری جناب لطافت کا فن موروثی ہے چنانچہ ناناحضرت امانت کے
میر غلام علی غلامی تخلص بن میر امیر مخاطب بہ میر کلان خان نامی تخلص فارسی
گو تھے سلسلہ انکی شاعری کا صائب تک پہونچا تھا اور کلام جناب لطافت کا یہہ ہے

ہاے جب بعد جو یار کی زلف پریشان نکلا	سر اسر مانگ کی صورت ہی جگر اپنے گریبان نکلا

قریب لب ہے جلوہ حسن سے بینے جانانکا
عجب شعلہ اوٹھا ہے آتش لعل بدخشانکا

غضب مژگان کے تیرونمین ہے عالم چشم جانانکا
مجھے آہو بشکل ضیغم رہنے والا ہے نیستانکا

سمجھا یا مجھکو خلعت دشت مین زنگ بیابانکا
جنونکو نذر دینا چاہیے کنٹھا گریبانکا

نکلتے ہین شرر یہان تک دل سوزان سے فرقت مین
گمان ہوتا ہے مجھکو آہ پر سرو چراغانکا

حقیقت میرے سودے کی نہو پوشیدہ جانا نسے
عوض خط کے اوسے بھیجونگا مین پرزہ گریبانکا

ہوا ہے زاہدونکو بھی جنون فصل بہارمین
عوض تسبیح کے ہے ہاتھہ مین کنٹھا گریبانکا

نظر آیا جو اوسکے کان مین یاقوت کا بندا
کہی یہ بات دلنے من ہے یا زلف پیچانکا

کہین کا بھی نرکھا ہمکو ضعف ناتوانی نے
بنا زنجیر آہن تار وحشت مین گریبانکا

جنون کے جوش مین فرحت ہوئی کچھہ بلبل دلکو
قفس کا چاک گویا چاک ہے میرے گریبانکا

خط سبز صنم سے کرکے الفت دیکھیے لبکو
خضر سے چلکے رستہ پوچھہ لیجیے آب حیوانکا

تمھارے مصحف عارض کو ہر دن یاد کرتا ہے
ہوا ہے شوق میرے طفل دلکو حفظ قرآنکا

مثال خار ہین لاغر ہون ناحق اسکو کاوش ہے
پھپھولا پھوٹ جاے گا کسی دن [illegible] گریانکا

نہین خال سیہ کا گورے گورے گال پر جوبن
لگا کر سرمہ ٹپکا ہے آنسو چشم جانانکا

دیا ہے جنس کو خلعت جنون نے دشت مین اکثر
گریبان لیکے مجھہ وحشی کا اور دامن بیابانکا

غضب آغاز پستان ہی تمھارے صاف سینے پر
گمان ہوتا ہے مجھکو عکس ہے سینے پہ انارانکا

خدایا آرزو ہے طوس مین پہونچا لطافت کو
بہت مشتاق ہے مجھہ روضہ شاہ خراسان کا

غزل طرح

للہ الحمد اولوالعزم ہین دلبر گیسو
لائے ہین مصحف خط ہیکے ہمسر گیسو

ساتھہ سوتا ہے وہ اکل جبکہ بنا کر گیسو
تختہ سنبل کا بنا دیتے ہین بستر گیسو

خوف آتا ہے بہت رکھیے نہ گھونگھر گیسو
الجھین مشاطہ نہ آئینہ کے جوہر گیسو

اوس قمر نے جو پریشان کیے یکسر گیسو
ہو گئے دہر مین ہم طالع اختر گیسو

قرب جو آئینہ رخ کا ہے حاصل اونکو
کبھی رہتے ہین پریشان کبھی ششدر گیسو

سارے عالم کو جو کرتے ہین معطر گیسو
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

روز روشن کے لیے شب کا ہے ہونا ضرور
اسلیئے خلق ہوے رخ کے برابر گیسو

جلوہ روز نمایان ہے شب تیرہ سے
دیکھے ایسے رخ تابان نہ منور گیسو

گوش جانان مین کہین حال مرے سودیکا
ہو رسا بخت تو بنجائین پیمبر گیسو

کان اوس شوخ کے بھر دین تو عجب کیا ایسے
گوش جانان کے قرین رہتے ہین اکثر گیسو

بسکہ ظلمات یہہ تا عارض جانان پہونچے
رکھتے ہین بخت رسا مثل سکندر گیسو

بال قاتل تری تلوار مین پڑجائیگا
یاد آئین گے جو زیر دم خنجر گیسو

برسون آشفتہ رہا باد صبا سے وہ گل
اکدن ہو گئے جھونکے سے جو ابتر گیسو

طرہ سنبل بھی انہین کہان یہ خوشبو
مشک و عنبر کو بھی کرتے ہین معطر گیسو

خشک ہو جاتا ہے سودیسے دماغ عاشق
بلبے خوشبو سے کرتے ہین معطر گیسو

ہو گیا دم کے اولجھنے سے سر ظاہر
آج اوس گل نے سنوارے ہین مکرر گیسو

تا حلب ہند سے جاتی ہے فقط کی خوشبو
آئینہ مین جو بناتا ہے وہ دلبر گیسو

ہو سکا فی یہہ قلم کی ہے سراپا منشی
لکھے ہر شعر مین جو اوسنے مکرر گیسو

ممتاز تخلص جناب سید ممتاز علی صاحب برادر زادہ و شاگرد جناب منشی مظفر علیخان صاحب اسیر مولد و مسکن لکھنو اکثر تصنیفات انکے یادگار

حلقہ حلقہ ہے جو اوس شوخ ستمگر گیسو
حق عاشق مین ہے زنجیر کا ہمسر گیسو

حکما معتقد دور و تسلسل ہو جائین
کیا عجب ہے جو دین عقل کو چکر گیسو

چشمہ آب بقا ہے لب جان بخش ترا
طرف پردہ ظلمات ہین رہبر گیسو

صورت شام شب وصل ہے خاطر کو پسند
کیا چھٹا لیں گے جو سر سے بلا فرقت کی
بال کھولے ہوے آؤ نہ کسی کے آگے
دیکھنے والوں کے ہوتے ہیں پریشان حواس
کیوں نہو روز جزا درہم و برہم عالم

دل میں آئیں مری آنکھوں میں کہیں گھر گیسو
خود بلاؤ نہیں گرفتار ہیں یکسر گیسو
دیکھو ہوں گرد نگہ سے نہ مکدر گیسو
کھینچ سکیں گے ترے نقاش سے کیونکر گیسو
کھولدے رخ سے جو شب بھیچیر گیسو

وصف گیسو میں کہے شعر جو میں نے ممتاز
مرغ مضمون کے لیے ہو گئے شہپر گیسو

مائل تخلص عبد اللہ خاں متوطن کول نہیں سے آپ انگریزی فارسی و علم موسیقی میں مہارت کامل رکھتے ہیں یہ غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال کی تھی

کہیں ناگن کہیں کالے کہیں اژدر گیسو
سر ہوں کس طرح کسی سے ترے خود سر گیسو
مار رکھتے ہیں نہیں مار کسی کے کھاتے
تم نہیں ہوتے تو آنکھوں میں پھر اکرتے ہیں
سرکشی سے کہیں باز آتے ہیں یہ سینہ سیہ
ایک سے ایک کو کیونکر نہو صد آر کشش
مری سرتابی پہ سر کوبی اسر تھی بجا
پیچ پر پیچ نکالے ہے سر لو یہ کیوں
نیچے کمر کے سیہ تاب یہ لٹکائے ہیں
سحر و شام کے رتبہ کو گھٹا دیتی ہیں
آتشیں رخ پہ پڑے رہتے ہیں بیخوف و خطر
دھوپ لیتا ہی بلائیں مری آہو نکا دہوان

کیا کیا بن جاتے ہیں ڈسنے کو یہ کافر گیسو
شکل ظلمات نصیبے کے سکندر گیسو
کیوں نہ کہلائیں تفیبے کے سکندر گیسو
ہم ہیں گیسو پہ فدا مرتے ہیں ہم پر گیسو
مدت العمر سے ہیں آپ کے خوگر گیسو
سر ہے گیسو پہ فدا مجھ سے ادھر گیسو
بے خطا مجھکو سزا دیتے ہیں کیونکر گیسو
کیا کوئی تازہ بلا لائیں گے مجھ پر گیسو
ہیں کہاں اوس بت عیار کے رخ پر گیسو
چھوڑ دیتے ہیں جو وہ رخ پہ بنا کر گیسو
سر بسر ننگے ہاں اب تو سمندر گیسو
کون کہتا ہے کہ ہیں یار کے رخ پر گیسو

صاف چوٹی کی جگہ ہاتھ آئی ہین قینچی سے ہین
چہرہ آئینہ ہے آئینے کے جوہر ہین گیسو

کیون نہو عقل رسا اسکی صفت مین کوتاہ
زلف سنبل سے درازی مین ہین بڑھکر گیسو

چہرہ بالون مین ہے اور پس پشت نظر آئینہ
گیسوون مین آئینہ آئینے کے اندر گیسو

قاری مصحف رخسار ہے خال رخ یار
پڑھتے ہین سورۂ والیل سراسر گیسو

پاس اغیار ہو کیا جبکہ نہین یار کا پاس
بل کی شانے سے بھی لیتے ہین اولجھکر گیسو

عالم خواب مین اک رات نظر آئے تھے
سانپ کیطرح سے لہراتے ہین دلبر گیسو

رنجیدہ کرتی ہین جیسے امواج ہوا سے ہر بار
طعنہ زن کیون نہ رہین بال پری پر گیسو

سانپ پانی مین تو چلتا ہی ہمیشہ سیدھا
رخنۂ گوش مین بل کھاتے ہین کیونکر گیسو

شاخ مرجان سے نمودار ہو شاخ سنبل
کف رنگین مین اگر لے وہ ستمگر گیسو

چال ہو چال سے انداز و ادا قہر و بلا
قد جو فتنہ ہے تو ہے فتنۂ محشر گیسو

کہکشان مانگ ہے خال رخ پر نور سہیل
خوشۂ عقد ثریا سے ہین بہتر گیسو

اپنے کس بل کی انہین ہے جو ہوا سے پروا
پیچ پیدا کرین ناگن کی طرح پر گیسو

اہل تنجیم کو ثابت ہوئے آثار کسوف
مشتری دیکھے جو اوس ماہ کے زیر گیسو

مسیحا تخلص حکیم محمد علی خانصاحب ابن حکیم مصطفےٰ خان شاگرد ناسخ مولد و مسکن لکھنؤ فن طبابت مین دستگاہ کامل رکھتے ہین اکثر مرثیہ اور قصائد اور دیوان انکے یادگار ہین

شکل سنبل جو عیان ہین تری زیر گیسو
ابتر ہے پیچ ہے مری دال سراسر گیسو

اوسکا آتا ہی کبھی گر شب فرقت مین خیال
کاٹے کھاتے ہین مجھے صورت اژدر گیسو

اونکے سونگھے سے نہ کسطرح معطر ہو دماغ
مشک مین سنبل مین خوشبو مین ہین عنبر گیسو

مجھسے گر بل کی وہ لیتے ہین نہین غم اسکا
کیا شفاعت نہ کرینگے ہین پیمبر گیسو

حال پوشیدہ نہیں میری سیہ بختی کا
تیرے کا تو نہیں کہا کرتے ہیں اکثر گیسو

سرو و شمشاد کا نقشہ یہ دکھا جاتی ہیں
لپٹے لپٹے ترے گالوں سے برابر گیسو

ہر بن مو سے ہے جوبن جو ٹپکتا انکا
واہ کس روپ پہ ہیں تیرے ستمگر گیسو

سچ سمجھنا کلمہ میرا مسلمان جو ہو
ہیں یہ غارتگر دیں کافر و اکفر گیسو

رات دن آج برابر ہیں یہ معلوم ہوا
پاؤں تک آگئے ہیں ایجان جو بڑھکر گیسو

ہر سر مو میں یہ موتی جو پروے تو نے
شب تیرہ میں دکھا جاتے ہیں اختر گیسو

تو پریزاد جو اب ہے ترے اڑنے کے لیے
ٹہرکے شانوں پہ ترے بنگئے شہپر گیسو

رات دن شام و سحر ہے جو تصور انکا
کیا بلا دل میں مرے کر گئے ہیں گھر گیسو

غضب اندھیر یہ الفت ہے بلاے جان ہے
چھوڑتے ہی نہیں ہرگز مجھے دم بھر گیسو

صفحہ روے کتابی پہ جو ہیں پھیلے ہوے
ابتری کا مرے لکھوے ہیں یہ دفتر گیسو

دم نکل جائیگا سودا جو رہیگا انکا
ہر سر مو سے رگ جان کو ہیں نشتر گیسو

بسکہ شامل ہے یہ چہرے کی بناوٹ کا سبب
آئینہ رخ سے ہے تو ہیں مثل سکندر گیسو

یوں ہی ان موذیوں سے ربط مسیحا جو رہا
سانپ بنکر مجھے ماریں گے مقرر گیسو

ہلال تخلص محمد حسین صاحب شاگرد تسلیم دہلوی مولد و مسکن لکھنؤ

تجھ دو رات بناتے ہیں برابر گیسو
ہیں خطاوار ہوا آپ سے چھوکر گیسو

ہاتھ میں شانہ کے کھلواے دم آرایش
پھر گئے رخ سے اگر بال برابر گیسو

تو گرفتار ہے کون آئی ہے شامت کسکی
آج جاتے ہو کہاں یار بناکر گیسو

رہی اس لطف سے ہوتی ہے بسر شام و سحر
دیکھو رخ ہیں نظر خواب میں شب بھر گیسو

شب کو مہمان جو نہیں آپ رہا غیر کے گھر
آج پھر کیوں نظر آتے ہیں یہ ابتر گیسو

بڑھ چلے حد سے زیادہ انہیں رو کو ایجان
ورنہ لائینگے بلا کوئی مقرر گیسو

سو سو قتل پہ موجہ جو بل کھاتی ہیں | نکلے ہیں پئے عشاق یہ خنجر گیسو
فرحت کاکل شبگوں ہی سے ترے پامال | یا الٰہی کہیں جنبا ہیں یہ خنجر گیسو

دولت حسن پہ رہتے ہیں سدا اسے موحد
سانپ کیسے شب و روز برابر گیسو

ردیف ن

تسلیم تخلص جامع الکمالات جناب مولوی ابو محمد عبد الغفور خانصاحب
بہادر ڈپٹی مجسٹریٹ ڈپٹی کلکٹر و سکریٹری بانگ گنج ڈسپنسری و سکریٹری
و ممبر انگلو ورنیکولر اسکول و اکس افیشیو ممبر آف بلوچی ڈسپنسری و افیسر انچارج
آف سب ٹریژری و آفیسر انچارج آف ابکاری و افیسر انچارج آف لاک اپ
و چیرمین آف دی روڈ سس ڈیپارٹمنٹ و سب رجسٹرار سب ڈویژن بانگ گنج
ضلع ڈھاکہ برادر جناب آنریبل مولوی عبد اللطیف خان صاحب بہادر ممبر
کونسل جناب نواب لفٹنٹ گورنر بنگالہ و مجسٹریٹ درجہ اول چوبیس پرگنہ حوالی
کلکتہ شعر گوئی میں آپ کمال رکھتے ہیں اور صاحب تصانیف کثیرہ ہیں چنانچہ
فی الحال ایک کلیات آپکا موسوم بنام تاریخی پیشکش اخوان جسمیں مجموعہ زبانہا
فارسی موسوم بہ مرغوب دل و شاہد عشرت و دیوان اول فرخ فال و دیوان
دوم موسوم بہ اشعار نسانہ و تشبیب تشخیص مترجم ابنہ موسوم پند نامہ عطار
و قند پارسی و رسالہ تحقیق زبان اردو و [illegible] موسوم بزبان ریختہ و تذکرہ
مقطعات اردو و موسوم بہ قطعہ منتخب تذکرہ شعرا اردو موسوم بہ گنج شعرا
و گنج تواریخ وغیرہ [illegible] طبع عالی و ذہن ثاقب رکھتے ہیں
لہذا مصرع طرح پر غزل تصنیف فرما کر اس تذکرہ کے لیے ارسال فرمائی تھی
جو ہدیۂ للناظرین زیب گلدستہ ہے

دل ناسخ مین بھر کرنے لگے گھر گیسو
خط بھی آنے پہ اوٹھانے لگے ہین سر گیسو

نئے انداز سے بلتے ہین جو رخ پر گیسو
کچھ نئے پیچ کیے ہین فکر مین کافر گیسو

دہیان نہین ہے کسے جو رہتے ہین برابر گیسو
دن بہ دن حال ہمارا کرتے ہین ابتر گیسو

جو ستم چاہین کرین مجھسے ستمدیدہ ہیہ
ہین ستمکش ہون جدا دل ہین ستمگر گیسو

جان زار اسیر غش ہے دل بیمار اسیر
خط اگر مشک فشان ہے تو معنبر گیسو

وصل مین کیون نہ معطر ہو دماغ عاشق
خال عنبر سے تو ہے مشک سے معطر گیسو

وصل مین اوس رخ روشن پہ جو غش کرتا ہون
ہوش مین مجکو وہ لاتے ہین سونگھا کر گیسو

آسمان دیکھ کے حیران ہوا جاتا ہے
آفتین لاتے ہین جو کچھ کہ مرے سر گیسو

ایک سے ایک جری جانکو یہ آفت ہین
خال سے خط سے سوا خط سے ہی بڑھکر گیسو

شانہ ہین مجکو تو بتلا تو سہی وجہ سبب
کس لیے دل سے اولجھتے ہین ستمگر گیسو

خال مشکین ہے بلا سے دل احباب اگر
آفت جان عزیزان ہے سراسر گیسو

وصل مین دیجیے دل کس کو نہ دیجے کسکو
دلربا ہے رخ دلدار تو دلبر گیسو

یہ اشارا ہے کہ رسوا نہو راز سودا
چھپ گئے پردے مین جو مجکو دکھا کر گیسو

رشک اسکا ہے کہ وہ ہاتھ مین کیون لیتی ہین
دست شانہ سے اولجھتے ہین برابر گیسو

جمع شاید دل عشاق ہوے ہین ناسخ
آج بیوجہ پریشان نہین کافر گیسو

ناطق تخلص محمد عظمت علی صاحب علوی متوطن کاکوری ساکن لکھنؤ کے ہین اور نواسہ عمدۃ الموالی مفتی الممالک علام حضرت احمد مرحوم زمیندار لکھنؤ و مفتی گنج ہین غزل اس تذکرہ کے لیے ارسال کی تھی

آئینے حلقوں سے دکھلاتی ہین رخ پر گیسو
گھرے آتے ہین گرے گھر کے اوپر گیسو

آنکے اون عارض گلگون پہ معنبر گیسو
بس کے پھول نہین ہوے اور معطر گیسو

ہوئے جو طرح کے مصرع میں مقرر گیسو　　تھے خطا وار بندھے لاکھ طرح پر گیسو

پیچ میں انکی حسینان جہان پھنستے ہیں　　اپنا اقبال ہیں رکھتے نہیں ہمسر گیسو

مشک بو ہیں ابھی نافہ کیطرح چوٹی میں　　نکہت گل کی ہوا باندھیں گے کھلکر گیسو

لوگ گھبرا کے ابھی چاند گہن سمجھیں گے　　دیکھو آنے نہ دو عارض کے برابر گیسو

کانسہ سر پہ یہ لہراتے ہیں کالے دیکھو　　ڈرے ٹھہرو کے نہیں چاند سے رُخ پر گیسو

بنگیا شاہ بڑا جسپہ پڑا سایہ انکا　　بڑھ چلے ہیں ظلّ ہما سے ترے دلبر گیسو

دام کہتے کو ہیں مچھلی نہ پھنسے بازو کی　　پھیل کر آئے بہت شانے سے بڑھکر گیسو

مختصر عرض یہ ہے کون بڑھائے قصہ　　خط طول شب فرقت ہیں سراسر گیسو

ق

اسمیں اک اور غزل چوٹی کی کہنی ہے ضرور　　ہے کمند اوج مضامین کے لیے ہر گیسو

جسمیں سب قافیے مشکل کے بندھے ہوں ناہی
چھوٹ جائے نہ کسی رُخ سے بھی بچکر گیسو

جا بجا بکھرے ہیں چاند سے رخ پر گیسو　　ورق مصحف ناطق کے ہیں مسطر گیسو

یوں چلو ناز و ادا سے نہ بڑھا کر گیسو　　دیکھو کھائیں نہ کہیں پاؤں کی ٹھوکر گیسو

رات دن ایک جگہ قدرت حق سے ہیں یہاں　　رخ سحر ہے شب معراج ہمسر گیسو

انکی ظلمت سے نشان چشمۂ حیواں کا ملا　　ہو گئے خضر رہ خضر سکندر گیسو

شعلۂ رخ کا ہے پیچیدہ دھواں عارض پر　　لوگ سمجھیں ہیں جسے اے مہ انور گیسو

دست رنگیں سے نہ یوں بال بناؤ صاحب　　طائر رنگ حنا کو نہ ہوں شہپر گیسو

اڑ چلے اور نظر بازی سے مشتاقوں کے　　پا گئے دامن نظارہ سے شہپر گیسو

پیچ اوٹھائے جو بہت قطع نظر کے انسے　　چوم کر چھوڑ دیئے بھاری تھے پتھر گیسو

پیچ کر کر کے مکرتے ہیں ہوا خواہوں سے　　دیکھو آنکھوں میں یہ کرتے ہیں اچکر گیسو

پیچ ہیں اسمیں بہت سیکڑوں دل پھنستے ہیں　　سچ اگر پوچھو تو اک رنج کا ہیں گھر گیسو

موج سے کسطرح آتے ہین بت لہرا کر — چشمہ سے لونکو سمجھے ہین جو ساغر گیسو
ہون نہ سیدھے نہ سہی جائین ہوا کھائین پھیر — کیا پلیٹا دین گے ہر ابر سے مقدر گیسو
انھی ہاتھون نسے ہی اوس شوخ نے افشان چھڑکی — خوب چمکا تیری تقدیر کا اختر گیسو
دم بھر اگہٹ گئے ہوا آپ گلی کی پھانسی — آگئے یاد جو دم بھر تہ خنجر گیسو
پیچ سے گردن عاشق کے ابھی توہین کمند — ڈرہے ہم سے کہین بنجائین نہ خنجر گیسو
آتشین رخ پہ تمہارے یہ سدا رہتے ہین — بال بیکا نہین ہوتا ہین سمندر گیسو
بستر خواب پہ بوباس سے اپنے ہر شب — نکہت گل کی بچھادیتے ہین چادر گیسو
نوک جھونک انکی غضب لمین کبھی جاتی ہے — ہر سر مو سے رگ جانکو ہین نشتر گیسو
رخ پرنور سے جار آنکھ نہونے دیجے — آئینہ دیکھکے ہو جائین گے ششدر گیسو
چشمۂ آب بقا چاہ ذقن کو سمجھے — گرد رخسارون کے دیکھے جو سکندر گیسو
بال بال انکا سدا مستعد شبخون ہے — بہر تاراج دل رکھتے ہین لشکر گیسو
ملک دل کرتے ہین دکھلا کے سیاہ غارت — ظاہرا رکھتے ہین کچھ فوج نہ لشکر گیسو
اب غریبون کیطرف انکا توجہ کیا ہو — گنج حسن آپ کا پاکر ہین تونگر گیسو
چشم جادو کو سکھاتی ہین جیا کے لٹکے — آنکھ پہ آکے نیا سیکھے ہین چتر گیسو
کسی سکین کے نہ ڈسنے کو اوکسنے پائین — باندھین اسطرح وہ یارب کبھی کسکر گیسو
خوب پھیلاوے ہین رخ پاکے پڑی ہین پیرا — دام تزویر ستمگر ہی ترا ہر گیسو
انکا کاٹا نہین جیتا کہین دنیا بھر مین — مانتے ایک نہین سانپ کا منتر گیسو
دھیان مین لاتے ہین کب بوئ گل تسخیر کو — ہین نکہنے سے ابھی اور ہوا پر گیسو
اوڑکے بال آئے ہوا عکس سے تیرہ شب — کنوان اندھا ہی ذقن زاغ کبوتر گیسو
کھلتی ہی حال پریشان کی حقیقت انسے — سرگذشت شب فرقت کے ہین دفتر گیسو
رہے حسن ہی چہرے کے عرق مین بھر کر — ابر ساں قطرہ نسے برساتی ہین گوہر گیسو

ہاتھ پر شانے کے کچھ زور نہین چلتا ہے	بل کی لینے کو ہین ایک شیر مجھے یہ گیسو

رات ہو جائے گی دن کی یہ خطر ہے **ناجی**
بڑھتے بڑھتے نہ چھپا لین رخ انور گیسو

ردیف و

واسطی تخلص جناب منشی سید فضل رسول خانصاحب بہادر شاگرد جناب منشی سید مظفر علیخانصاحب بہادر اسیر صاحب دو دیوان ستوطن سندیلہ ضلع ہردوئی خیرخواہی سرکار انگلشیہ غدر ۱۸۵۷ع مین راسخ الاعتقاد رہے اور بجلدوے اوسکے ایک علاقہ بھی سرکار سے عطا ہوا

ہے مرے حال سے آگاہ مقرر گیسو	وجہ یہ ہے کہ پریشان ہے سراسر گیسو
موتیون سے جو گوندھا کرتا ہی اکثر گیسو	ہے کوئی شاخ ثمردار مقرر گیسو
مشک نافہ سے بھی خوشبو ہین عنبر گیسو	نظم کی نظم کو کرتے ہین مسطر گیسو
مجھ سے تخیت کر شاید ہین مقدر گیسو	کہ بگڑ جاتے ہین ہر تہ بستر گیسو
رخ پہ آئے تو ہوئی شام سے صبح ہوئی	رات دن چرخ صفت کھاتے ہین چکر گیسو
مجھ سا آشفتہ جہان مین نہ ملے گا کوئی	ڈھونڈتے ہین تو مسلسل رخسار کو لیکر گیسو
دھوپ اور چھاؤن کا ہی ساتھ تماشا ہے عجیب	رہتے ہین کیسے قریب رخ انور گیسو
خوب سمجھا ہون مرے سر پہ بلا آئین گے	پیچھے ہین پاؤن تلک یار کے بڑھکر گیسو
ہے یقین سر پہ مرے ڈہیری بلا آئین گے	خط شبرنگ سے ملکر ہے معنبر گیسو
کیا کرون اونکا نہ ... کہ یہی خوف مجھے	ہون کہین گرد نظر سے نہ مکدر گیسو
صاف لہرانے سے ظاہر ہے کہ ہین مار سیہ	ایکدن مجھکو ڈسین گے یہ مقرر گیسو
زہر رکھتے ہین وہی پیچ وہی لہر وہی	مرے نزدیک ہین افعی کے برابر گیسو
ایک شیشے مین نظر آگئے دو سانپ مجھے	دیکھے تیرے عرق آلودہ جو رخ پر گیسو

قتل کرتا ہی ترا خنجر ابرو قاتل — دام الفت مین پھنساتی ہین ستمگر گیسو
عطر یا لو نہین لگانے کی تجھے کیا حاجت — مشک و عنبر سے بھی خوشبو مین ہین بڑھکر گیسو
حسن محبوب ہے صیاد یہ صیاد کا دام — طائر دلکو کرے قید نہ کیونکر گیسو
دانتون شانے کو دم زیب پسینا آیا — کبھی سلجھے نہ وہ الجھے ہوے اکثر گیسو
سو بسو جال ہوا اوس سے کہین گے اکدن — نہین رکھنے کے لگے بال برابر گیسو
سب یہ سمجھے کہ سیہ ابر سے موتی برسے — اوس قمر وش نے نچوڑے جو نہا کر گیسو

سنبلستان سے ذرا کم نہین میری یہ غزل
واسطی مینے جو باندھے ہین سراسر گیسو

وقار تخلص راے کنور کشن کمار صاحب رئیس مراد آباد مہین فرزند راے پدومن کشن صاحب رئیس مراد آباد و تعلقدار اضلاع مراد آباد و بدایون مورث اعلے کو محمد شاہ بادشاہ دہلی نے خطاب راے سے سرفراز فرمایا اور عہدہ وکالت پر مراد آباد مین اعزاز بخشا اوس وقت سے قیام مراد آباد کی بنیاد ہوئی حالات اولو العزم انکے بہت ہین مگر اس مختصر مین گنجائش نہین ایک دیوان انکی تصنیف سے ہے

دیکھنا حضرت دل خوب سمجھکر گیسو — دام تزویر ہے عاشق کو سراسر گیسو
اوسنے جب کھولدیے شانونکے اوپر گیسو — اوڑ چلا اور ہوے حسن کو شہپر گیسو
آئینہ کی ہے ہوس تو رخ تابان دیکھے — چاہیے ظلمات تو لے سد سکندر گیسو
دانۂ خال پہ اے طائر دل کر نہ نظر — یاد رکھ جال ہے پھنسنے کی ترے ہر گیسو
سورۂ نور کو دم کرکے دو رخ پڑھتا ہون — چھوتا ہون سورۂ واللیل کو پڑھکر گیسو
بال کھولے تو ہوئی اوس بلندی پہ نظر — طرفہ ہے آہوے دیدہ کو ہوے پر گیسو
کیچلی ہین نہین یہ سمجھا کہ ہین دو مار سیاہ — دیکھیے جالی کے دوپٹہ سے جو اندر گیسو
قطرے پانی کے نہانے مین نہین گرتی ہین — شب تاریک مین دکھلاتے ہین اختر گیسو

ونکو وصف رخ جاناں میں لکھا کرتا ہوں
شب کی تصنیف میں موزوں ہیں مگر گیسو

شب تاریک نہ ہو جائے یہ ڈر ہے مجھکو
رخ تاباں سے ذرا چھوڑ دو ہٹا کر گیسو

مجھ سے مہر میں الجھا ہیں وہ مانند سپند
چشم بد سے تو بچیں دیدۂ اختر گیسو

تار گیسو کے بھلا ہوئے بیاں کر تو جدا
کھولے آج اوسنے ہیں مشاطہ گر سر گیسو

جب سے کنگھی سے ہوا آج غبار خاطر
کیڑے میلے ہیں کھلا سر ہے مکدر گیسو

لکھئے اس قافیہ میں ایک غزل اور وقار
تاکریں صفحۂ دیواں کو معطر گیسو

کرتے ہیں یوں جو پریشان دل مضطر گیسو
سچ ہے تمنے ہی چڑھا رکھے ہیں سر پر گیسو

یوں تو دنیا میں حسینوں کے ہیں اکثر گیسو
سچ تو یوں ہے کہ نہیں تیرے برابر گیسو

مجھ میں اور چاند میں تکرار تری حسن پہ
دور کر رخ سے ذرا اسے مہ انور گیسو

پنجۂ تار شعاعی سے بنا دیتا ہے
شب کے بگڑے ہوئے اے خسرو خاور گیسو

نہیں لہراتے ہیں بوجہ رخ تاباں پہ
بحر میں حسن کے رہتے ہیں شناور گیسو

ہو تشگافی تو بہت کی نہ ہوا یہ معلوم
گیسو نہیں ہے کمر یا ہیں کمر پر گیسو

ایک ہو وے تو بچے اوس سے بھلا بھول اے یار
نوک مژگاں ہیں سناں تیغ دو پیکر گیسو

تیغ قد ناز سے ہر سے پہ نہیں ملتے ہیں
مارتے اور حسینوں پہ ہیں ٹھوکر گیسو

عقدۂ نافہ تاتار کو وا کرتے ہیں
کیا عجب ملک ختن کو بھی کریں سر گیسو

ہے جہاں شام سحر یاں وہیں صبح امید
کرتے تصدیق ہیں اس قول کو زنجیر گیسو

پردۂ ابر میں مہتاب نظر آتا ہے
چھوڑتے کرکے پریشاں ہیں جو رخ پر گیسو

دود آہ دل عاشق کا ہے مسطر جیسے صفحہ
ایسے ہی روئے حسیناں پہ ہیں زیور گیسو

جنکو دعوے سخن ہو یہ کہو اونسے وقار
دیکھو اسطرح بناتے ہیں سخنور گیسو

وحید تخلص غلام حسین خانصاحب شاگرد رشید نواب عاشور علیخان مرحوم وعزیز قریب واوستاد راجہ نانپارہ دو دیوان و مرثیہ و سلام و منقبت وغیرہ انکی تصنیفات سے ہیں بارہ برس کے سن سے آپکو شوق شاعری کا ہے تیس برس سے نظم فرماتے ہیں متوطن قدیم لکھنؤ کے ہیں فی الحال وجہ معاش کے لیے نانپارہ میں قیام پذیر ہیں

اے گل اندام نہ سونگھوں ترے کیونکر گیسو / ایسے دیکھے نہیں بے عطر معطر گیسو

ہم سیہ کار نہ کیوں آئیں زیارت کو صنم / رکھتے ہیں مرتبۂ موے پیمبر گیسو

سحر عید و شب قدر کو یا ہم سمجھیں / واجو دیکھیں ترے چہرے پہ معنبر گیسو

حسن دیتا ہے سبب موے کمر کا کھا کے / چھوڑ دے یار دگر اے پری پیکر گیسو

انقلاب فلک ایسا ہوا سے کہتے ہیں / ہم جو اوترے ترے دل سے تو ٹھہرے سر گیسو

بوسہ مانگا تو وہ پہلو سے بگڑ کے اوٹھے / بیٹھ کے دو بنا پائے شب بھر گیسو

کیا دہن سے انہیں تشبیہ دوں اے بحر جمال / کشتیِ حسن کے لاریب ہیں لنگر گیسو

پیچ قسمت کا یہ سمجھو کف افسوس ملیں / پاؤں چومیں ترے ہیہات لٹک کر گیسو

دل گم گشتہ کا بھید انسے اگر پوچھیں / سو بسو کھولدیں عقدے ترے منھ پر گیسو

مار اپڑتا ہے وہ بھوت یہ موذی ہیں / چھو کے لیتا ہے قضا را جو فسونگر گیسو

اے وحید اوس کا رخ صبح ہے تو صبح عشرت
اور شام شب فرقت کے برابر گیسو

وہبی تخلص منشی شیو پرشاد صاحب شاگرد رشید آفتاب الدولہ بہادر قلق تخلص رئیس قدیم لکھنؤ منشی صاحب عرصہ ۱۷ سال سے مطبع سے تعلق رکھتے ہیں اور بعہدۂ منیجری ممتاز ہیں نستعلیق میں خوشنویس بے بدل ہیں مطبع کے خیرخواہ دلی ہیں اور مطبع سب سے زیادہ انکو عزیز رکھتا ہے صاحب تصانیف ہیں

طبیعت کی ذکی ذہین فہم اور ذہی ہوش شعر اچھا فرماتی ہین اوصاف انکے
اس مختصر مین گنجائش نہین رکھتے

آئے جب قبضے کتابی کے برابر گیسو ۔ لوگ سمجھے کہ ہوئے آج پیمبر گیسو
اونکے گیسو سے بھلا کس کے ہون ہمسر گیسو ۔ سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو
اتنو دونونکی محبت مین ہے یکسان حالت ۔ مین پریشان ہون تو ہین اونکے بھی ابتر گیسو
اونکے منھ کو جو چھپایا مین ہوا پاس قتل ۔ وصل مین میرے لیے بنگئے خنجر گیسو
صاف آتا ہے نظر سانپ کا جوڑا مجھکو ۔ کبھی آتے ہین جو گیسو کے برابر گیسو
قبر کے بدلے ملی سانپ کی بانبی مجھکو ۔ تاکہ چھوڑین نہ تہ خاک بھی دم بھر گیسو
کوئی حلقہ نہین خالی جو گرفتار و نہے ۔ پھیر دین ہمکو ہمارا دل مضطر گیسو
دیکھین کتنون کے ہون مجموعۂ خاطر ابتر ۔ بکھرے جاتے ہین سر بزم مکرر گیسو
زلف کا وصف ہے خط مین نہین کچھ ایسا عجب ۔ بدلے چوٹی کے نکالے جو کبوتر گیسو
قصد صحرا کا جو ہوتا ہے کبھی وحشت مین ۔ ڈال دیتے ہین مرے پاؤن مین لنگر گیسو
ایکدن چشمۂ حیوان بھی نظر آئیگا ۔ ہین اگر کوچۂ ظلمات کے رہبر گیسو
بوجھ پڑنے سے کمر دوہری ہوئی جاتی ہے ۔ خود پریشان ہین وہ اپنے بڑھا کر گیسو
غل مچا ہوتا ہے سر شام ہوا چاند گہن ۔ جبکہ ہوتے ہین نقاب رخ انور گیسو
سچ یہ ہے سانپ خزانے سے نہین ہٹتا ہے ۔ گنج اونکا رخ سیمین ہے تو اژدر گیسو
کبھی بالون پہ چھڑکتا ہے جو افشان وہ ماہ ۔ آسمان بنکے دکھا دیتے ہین اختر گیسو
ڈر یہی کاتب اعمال نہ پھنس جائین کہین ۔ اونکے شانون تلک آئے ہین لٹک کر گیسو
وعدۂ وصل ہے للہ نہ ترساؤ مجھے ۔ کیون نہین آکے بتاتے ہین مرے گھر گیسو
جان دی زلف کے سودے مین مصیبت ہو گئی ۔ اژدہا بنکے ڈسین قبر کے اندر گیسو
مختلط مار سیہ سے نہین ہوتے ذی فہم ۔ خوف ڈسنے کا ہے یون ہاتھ مین لیکر گیسو

موج زن ہوتا ہے جب حسن کا اونکی دریا
سانپ کیطرح سے رہتے ہین شناور گیسو

مردے چونک اوٹھتے ہین جب ہاتھ کی جنبش انکو
کیون بپا کرتے ہین ہنگامۂ محشر گیسو

اندنون اونکی نئی طور کی صیادی ہے
دام مین لاتے ہین عاشق کو دکھا کر گیسو

اوڑکے ڈسنے کا مجھے خوف ہے ہر دم وصبی
سانپ کیطرح نکالین نہ کہین پر گیسو

وقار تخلص منشی نونده رائے صاحب نائب بخشی شاگرد منشی منیڈولال صاحب متخلص بہ زار قدیم باشندے لکھنؤ کے ہین اکثر کتب انکی تصنیفات سے ہین

مانع بوسۂ عارض ہین سراسر گیسو
دولت حسن پہ ہین سانپ مقرر گیسو

کھینچکر شانے نے پہونچا ہی دیا شانے تک
وہ پری کیون نہ اوڑے انکے بنے پر گیسو

چار عنصر بجا ہین نہ حواس خمسہ
باربار انکو کیا کرتے ہین ششدر گیسو

کالی ناگنیا کی گھٹا دم مین سیہ رو ہوگی
تم کرو غسل ابھی برسائین گے گوہر گیسو

پھول سوسن کا بنادینگے کرن پھولونکو
مشک سے دینگے لباس بناکر گیسو

مشکبو خوب پلائی مجھے ساقی نے شراب
ہوگئے عکس فگن کیا سر ساغر گیسو

حشر مین پوچھینگے حال سیہ کارونکا
بے خطا ہونگا دکھا کر وہ معنبر گیسو

نکلنے چاہیے کس مار گزیدہ کے لیے
عرق رنج سے ہوے آپکے گھونگر گیسو

شمع گر ہو تری ہمسر تو دہون اوسکو جواب
ہے دہوان شمع کے سر پر ترے سر پر گیسو

بل بت کرتے تھے سب بھول گئے سترابی
باندھتے شانہ نے بل دیئے تیرا پر گیسو

پابہ زنجیر کرین دیکھین کسے پھانسی دین
اسیطرح آج نظر آتے ہین بل پر گیسو

مشک نافہ ابھی بن جائے گا نخچیر ایک
یون ہین کر دینگے ہوا کو جو معطر گیسو

ہے یہی قافیہ پیمائی سے دشوار وقار
خوشنمائی سے کرین ضبط سخنور گیسو

اوسنے گیسوئے معنبر سے اڑایا ہے عبیر
چین کی طرح سے چمکاتے ہیں اختر گیسو

وصف گیسوئے پرخم فکر سے رکھا محفوظ
ہیں جہاز دل صد لخت کو لنگر گیسو

بوئے گیسوئے معنبر سے چڑھا عشق کا زہر
سانپ ہیں ڈسنے کو عاشق کے معنبر گیسو

لڑنے دیتے نہیں باہم مبتلا کو عاقل
زلف شانے سے سلجھتے ہیں برابر گیسو

اوس بت شوخ نے اب باندھ لیا ہے جوڑا
تنگی رشک کا نافہ وہ معنبر گیسو

بال سلجھاتا ہے مونہ پہ کھلا دیتے ہیں فزون
چھٹتے مشکل سے ہیں ای شانہ لپٹ کر گیسو

شعلۂ عارض انور کا دھواں ہے یکجا
کون کہتا ہے کہ رکھتے ہیں وہ سر پر گیسو

گنبد کوئی ہو سکتا ہے بیان سنت اللہ
وہ بیاں میں لاتی نہیں سانپ کا منتر گیسو

نقد دل ہو تو نہایت ہے یہ سودا ارزاں
مانگتے زر ہیں نہ ہیں طالب گوہر گیسو

بس سر پلک پہ کافی ہے طلائی تعویذ
اور ہر گز نہیں خواہندۂ زیور گیسو

تابش شعلۂ عارض سے چمکتے ہیں وہ بال
شب یلدا میں بھی رہتے ہیں منور گیسو

تا نہ پائیں فرس ناز کو در کار شکیں
ہوں مجعد پہ مشاطہ سے کیونکر گیسو

طرفہ اس حسن خداداد کی ہیں ہیں گواہ
مصحف رخ کے جو پارے ہیں کافر گیسو

کیا عجب بال زبان پر بھی ترے انجامہ
رشتہ دیتا ہے دم وصف معنبر گیسو

شعر اکرتے ہیں بدنام عبث ای ہمت
ابروئے یار نہ سمجھو ہیں نہ اژدر گیسو

ہادی تخلص منشی ہادی حسن صاحب مختار عام ریاست محمود آباد

شب معراج کے عالم کو دکھا کر گیسو
بن گئے مظہر اعجاز پیمبر گیسو

ہو گئے کھل کے حجاب رخ انور گیسو
رخ جو کعبہ ہے تو ہے پوشش اطہر گیسو

کاکل حور سے لیں بل کی نہ کیونکر گیسو
سنبل باغ جناں سے بھی ہیں بہتر گیسو

سنبل گلشن فردوس کے بل جائیں نکل
کھول دے اپنے جو گلگشت میں دلبر گیسو

دیکھئے حسن رسائی کہ کہاں جا پہونچے
سر معشوق پہ کیا عرش بریں پر گیسو

ہمسر اپنا نہیں رکھتے ہیں کوئی عالم میں
فارغ البال اماثل سے ہیں یکسر گیسو

عنبر اشہب و سارا ہیں کہاں ہے تسلیم
ہے کہاں مشک میں وہ بوے معطر گیسو

وصف گیسو میں ہے یہاں ظاہر و باطن یکبار
دلیل ہے سورۂ واللیل بنا پر گیسو

ہو کے مشتاق ملک آتے ہیں انسان کیسے
لیلۃ القدر ہیں گویا وہ معنبر گیسو

سایہ پڑ جائے اگر جن پہ تو دیوانہ ہو
ہوش اڑ جائیں پری دیکھے جو اگر گیسو

کیا نظر آ رہے ہیں حسن کے گنجینے پر
بل رہے ہیں نہیں عارض کے برابر گیسو

کچھ نہ شانے کی چلی باد صبا کے آگے
اڑ رہے اور بچھے تو بنے اور بگڑ کر گیسو

گھر سے ہی ہیں حبشی ملک حلب میں اندھیر
بل نہیں کھاتے ہیں آئینہ کے اندر گیسو

طول دیتے ہیں جو وہ سلسلۂ گیسو کو
شب ہجر انکو گھٹاتے ہیں بڑھا کر گیسو

راہ ظلمات سے پاتا وہ ہر گز محروم
خضر رہ ہوتے اگر بہر سکندر گیسو

کوئی جا قبر سکندر پہ یہ مصرع پڑھ دے
بن گیا عالم ظلمات سمٹ کر گیسو

مل ہی جاتا ہے طلبگار کو کوئی ہادی
مل گئے یہاں سے مجھے ظلمات کے رہبر گیسو

قہر و آفت ہیں بلا ہیں یہ سراسر گیسو
کیا ستم آپ پہ کرتے ہیں بڑھا کر گیسو

کس لئے سر پہ تو برپا کرتے ہیں محشر گیسو
دیکھو عالم کا نہ برہم کریں دفتر گیسو

دل اچھلتے ہیں سر شام وہ اکثر گیسو
طرفہ کرتے ہیں شب تار سے کھلکر گیسو

قہر ہے کالی گھٹا پر وہ برس پڑتے ہیں
جبکہ ہوتے ہیں دم غسل صنم تر گیسو

قہقہہ زا ابر سیہ کے وہ اڑاتی ہیں ہنسی
برق کو کرتے ہیں بیتاب گرا کر گیسو

کہکشاں مانگ کی صورت جو بنا کرتی ہے
چرخ کو دیتے ہیں کیا کیا نہیں چکر گیسو

ایسے زہریلے نہ دیکھے نہ سنے ہیں کالے
اپنے کاٹے کا نہیں رکھتے ہیں منتر گیسو

یون ہین اوقات شب و روز بسر ہوتی ہے
ذکر رخ ہیش نظر رہتا ہی شب بھر گیسو

ان سے رو یوں نے کیا رتبۂ عالی پایا
رہتے ہین سر پہ لگائے ہوئے بستر گیسو

صحبت دیدۂ سیگون نے اثر دکھلایا
اندہون ہوگئے جو آپ سے باہر گیسو

صاف ثابت یہ ہوا چاند گہن مین آیا
اڑ کے آئے جو ہوا سے ترے زیر گیسو

حسن دو ونا ترے بالو نکا ہوا افشا نیسے
شب تاریک مین دکھلاتے ہین اختر گیسو

لکھنؤ رشک ختن ہوگیا سارا دم مین
بام پر کھولے جو اوس گل نے معنبر گیسو

آخرش ٹھ کے بلا ہوگئے عاشق کے لیے
بنگئے وہ کے لگانے کو اژدر گیسو

ان بلاؤن نے مجھے لوٹ لیا الفت مین
کشور دل کے لیے ہوگئے لشکر گیسو

سایہ کیا انپہ تری زلف پریشا نکا پڑا
کہ جو سنبل کے نظر آتے ہین ابتر گیسو

ہاتھ سے دشمن موذی کے پریشان ہی یاس
اسکو دکھلائیے یا حیدر صفدر گیسو

التماس مؤلف

یہہ غزل مندرجہ ذیل سہوا اپنے موقع پر درج نہین ہوئی اسواسطے
یہان لکھی گئی بقول معروف کہ لقمۂ لذیذ کو بعد کو کھاتی ہین

تسلیم تخلص منشی مولوی محمد انوار حسین متوطن سہوان مسکن لکھنؤ صاحب
اتصانیف کثیرہ ہین اسمطبع سے عرصہ سے تعلق رکھتے ہین

وصف و تعریف کے لائق ہے ترا ہر گیسو
ایک ہے مشک اگر دوسرا عنبر گیسو

گرد باے لب سیراب ہین دلبر گیسو
ہوا بھی میرے لیے جادۂ کوثر گیسو

نسبت مشک غلط ابر کی تشبیہ غلط
سنبل باغ خیا لسے بھی ہین بہتر گیسو

چھپتیان ہوئے لگین برق شب تار انکی
دست رنگین سے نچوڑ و جو نہا کر گیسو

بوسہ عارض دلدار کا ملنا ہے محال
کشر دم ابر دی گرہ کیسے اژدر گیسو

رتبہ زلف جو تھا پست کیا ہی پایال
پاؤن کاکل کے نہین کہتے ہین سر گیسو

مل گیا آج مجھے ملک عدم کا رستا
دوش سے تا میان آئے جو ڈھل کر گیسو

شوخئ رنگ اگر یار تجھے ہے منظور
باندہ مہندی لب و دندان نہین پا کر گیسو

ق

طوطے و زاغ رہے ہین نہ رہین گے یکجا
آپ رکھتے ہین عبث خط کے برابر گیسو

للکھے تشبیہ و صفت کیا کوئی ای قاطع حسن
بخدا ایک سے ہے دوسرا بڑھکر گیسو

مصرع ریختہ معنی مین ہے اک گیسو ہے
مصرع آمد صورت مین وہ دیگر گیسو

غیر ممکن ہے کہ ہو تیرہ درون روشن دل
کبھی رنگ کی طرح ہو گا نہ منور گیسو

جو سبک دل ہے وہ ہی پست سبک سر بالا
رنگ مہندی کا تلے پاؤن کے سر پر گیسو

او جفا کیش یہی ہے مرے دلکو الجھین
کچھ تو ہے پیچ بگڑتے ہین جو نیکر گیسو

زلف پیچان کا مین کشتہ ہون مری ماتم مین
ہون گے سنبل کے پریشان مقرر گیسو

ہو مبارک کہ ہوئین قاتل عالم آنکھین
ہو مبارک کہ ہوا فتنۂ محشر گیسو

ہو گیا خلق کو اوڑتی ہوئی ناگن کا گمان
جھکیہ لہرانے لگے دوش پہ آکر گیسو

ناتوانی کا بھی جس سے کہ نہ اوٹھے لنگر
اوس کمر کو نہ کس طرح جسے دو بھر گیسو

فوج مین حسن جہانگیر کے کل موذی ہین
ان جفا کیشون نہین جوئی کا ہے افسر گیسو

نہ تشبیہ ملی ہمکو کمان و زہ کی
دیکھکر ابروے پر خم کے برابر گیسو

عطر آگین ہے نفس خون کا ہی کالا ناگ
ہین لپٹے دلمین مرے کس کے معنبر گیسو

مار ڈالے نہ مجھے پیچ مین لاکر گیسو
اے دل زار رہین افعی کے برابر گیسو

مشک سے کاٹ سوا ہے ترے ہر بال مین یار
مل دے اکبار مرے زخم جگر پر گیسو

زاغ اوس باغ سے بہتر ہو جس ہین سنبل
واقعی پیچ ہی کہ ہے حسن کا زیور گیسو

پشتے چشم سے برگشتہ ہوئین ہین مژگان
زلف و کاکل کی حمایت سے ہین بالا پہ گیسو

ایڑیون سے بھی اب بھیان کچھ آگے سرکا
مار بیٹھے نہ کہین پاؤن نہین ٹھوکر گیسو

آمد خط رخ یار کا آج آیا خط
فتنۂ ظلم کرے اب تو پس سر گیسو

نہیں ممکن کہ اوٹھے بال سے بار کہسار
ضعف دو اسکے کمر یار پہ تن کر گیسو

شانہ بھی کو مری خلق خدا جانتی ہے
امان لیجائیگا دل میرا چرا کر گیسو

ہے شل مار گزیدہ رسن سے ترسے
رشتۂ موباف کا ہے مجھکو اثر گیسو

ہو مقابل نہ ترے رخکے پری کا ہمرا
ہونہ گیسو کا ترے حور کا ہمسر گیسو

جمع خاطر ہے کہ موباف ہے سر رشتہ دار
کردیں گے اسکی پریشانی کا دفتر گیسو

گیسو بند آپ کا ہے شیشۂ چرخ انجم
تار ہیں رشتۂ گردون ہے معنبر گیسو

آیۃ الکرسی ہے خط کی یہ اک شان نزول
کہہ دیا یار ستمگر کا انگون سر گیسو

ہمکو پہچان نہیں شام و سحر کی تسلیم
یاد شب بھر کیا رخسار تو دن بھر گیسو

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ بزبان حسن گلدستۂ سخن اتمام کو پہونچا ناظرین کو اسکے ملاحظے سے طبع آزمائی سخنوران ذی فہم اور رند کا کی معلوم ہوگی حقیقتاً گلدستہ کیا ہے قدرت کا تماشا ہے ہر ایک شاعر نے ایسے ایسے عمدہ اشعار تصنیف فرمائے ہیں کہ جنکے دیکھنے سے طبیعت کو نہایت سرور حاصل ہوتا ہے اور ہر گلے از رنگ و بوی دیگر ہست کا مضمون صادق آتا ہے بتصحیح سید امجد حسین صاحب مصحح مطبع ہذا جنھوں نے تمام غزلوں کو بہ ترتیب حروف تہجی جمع کر کے مرتب کیا ہے مطبع نامی گرامی جناب منشی نولکشور صاحب مقام لکھنؤ میں بماہ فروری ۱۸۷۵ء مطابق ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۱ ہجری حلیۂ طبع سے آراستہ ہوا